عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

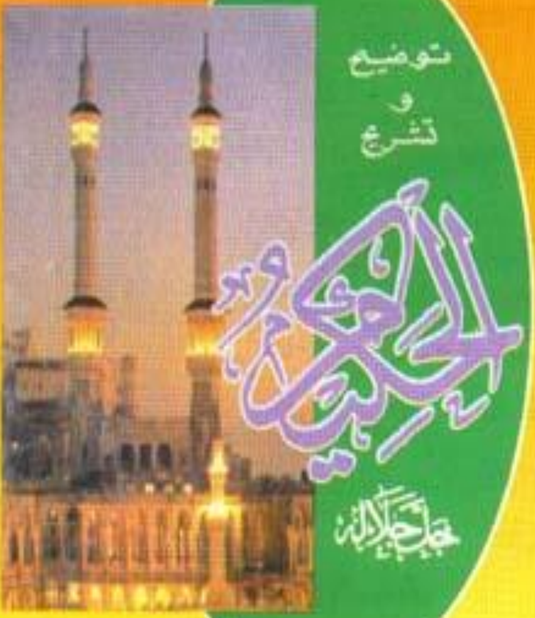

جلد نمبر ۲۰ | ۳ تا ۱۶/ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۵ تا ۲۸/ فروری ۲۰۰۲ء | شمارہ نمبر ۳۹ ۴۰

منشورِ اعظم

رسولِ آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج و خطبہ

قربانی کی حقیقت

قادیانی اسلام سے خارج

انسانیت کو نئی نبوّت کی ضرورت کیوں نہیں

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

قربانی کے واجب ہونے کے چند اہم صورتیں:

س:...... میں زیادہ تر مقروض رہا اس لئے میں نے بہت کم قربانی کی ہے۔ جبکہ میرے اور اخراجات ایسے ہیں کہ میں ان میں تھوڑا بہت ردوبدل کر کے قربانی کرسکتا ہوں۔ قرض اپنی جگہ پر ہے۔ جس کو رفتہ رفتہ ادا کرتا رہتا ہوں تو کیا میرا ایسی حالت میں قربانی کرنا صحیح ہوگا؟

ج:...... ان حالات میں یہ تو ظاہر ہے کہ قربانی آپ پر واجب نہیں' رہا یہ کہ قربانی کرنا صحیح بھی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کے حالات ایسے ہیں کہ آپ اس قرضہ کو بہ سہولت ادا کر سکتے ہیں تو قرض لے کر قربانی کرنا جائز بلکہ بہتر ہے ورنہ نہیں کرنی چاہئے۔

س:...... سنا ہے کہ نابالغ بچوں پر قربانی فرض نہیں۔ میرا ایک نابالغ نواسہ میرے ساتھ رہتا ہے۔ کیا میں اس کی طرف سے قربانی کرسکتا ہوں؟ قربانی صحیح ہوگی؟

ج:...... اگر آپ کے ذمہ قربانی واجب ہے تو پہلے اپنی طرف سے کیجئے اس کے بعد اگر گنجائش ہو تو نابالغ نواسے کی طرف سے بھی کر سکتے ہیں۔ مگر نابالغ کے بجائے اپنے مرحوم بزرگوں کی طرف سے کرنا بہتر ہوگا۔

س:...... میرا ایک شادی شدہ بیٹا سعودی عرب میں رہتا ہے۔ اس نے نہ ہم کو قربانی کرنے کے لئے لکھا اور نہ قربانی کرنے کے لئے پیسے بھیجے۔ لیکن ہم والدین اس کی محبت میں اس کی طرف سے بکرا قربانی کرنا چاہتے ہیں' یہ قربانی صحیح ہوگی یا غلط؟

ج:...... نفلی قربانی ہوگی' لیکن واجب قربانی اس کے ذمہ رہے گی۔

س:...... یا بجائے بکرے کے اس بیٹے کی طرف سے اس کی بے خبری میں گائے میں ایک حصہ لے لیں' کیا اس کی طرف سے اس طرح حصہ لینا صحیح ہوا؟ اگر غلط ہوا تو گائے کے باقی حصہ داروں کی قربانی صحیح ہوگی یا غلط؟

ج:...... چونکہ نفلی قربانی ہو جائے گی' اس لئے گائے میں حصہ لینا صحیح ہے۔

عورت اگر صاحب نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے:

س:...... کیا عورت کو اپنی قربانی خود کرنی چاہئے یا شوہر کرے؟ اکثر شوہر حضرات بہت سخت ہوتے ہیں اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں اور انہیں تنگ دست رکھتے ہیں' ایسی صورت میں شرعی مسئلہ بتائیے؟

ج:...... عورت اگر خود صاحب نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے' ورنہ مرد کے ذمہ بیوی کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں' گنجائش ہو تو کردے۔

کیا مقروض پر قربانی واجب ہے:

س:...... کیا مقروض پر قربانی واجب ہے؟ جب کہ مقروض خود کو پابند شریعت بھی کہتا ہو اور قرض کی رقم قربانی کے لئے خریدے جانے والے جانور سے بھی کم ہو؟

ج:...... اگر قرض ادا کرنے کے بعد اس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو تو قربانی واجب ہے' ورنہ نہیں۔

قربانی کے بدلہ میں صدقہ وخیرات کرنا:

س:...... اگر باوجود استطاعت کے قربانی نہ کی تو کیا کفارہ دے؟

ج:...... اگر قربانی کے دن گزر گئے' ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کرسکا تو قربانی کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے' لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کر دینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا' ہمیشہ گناہگار رہے گا کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے۔ جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی' زکوۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا' ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعامل اور پھر اجماع صحابہؓ اس پر شاہد ہیں۔

نابالغ بچے کی قربانی اس کے مال سے جائز نہیں:

س:...... زید کا انتقال ہوا اس کے تین بچے ہیں عمر' بکر' فاطمہ اور وہ تینوں بالغ نہیں ہیں اور ان کا رشتہ دار یعنی ان کے اوپر خرچ کرنے والا ان کا چچا شعیب ہے اب ان کا وارث تو وہی ہوا۔ اب شعیب کو شریعت یہ اجازت دیتی ہے کہ ان کے مال سے زکوۃ یا قربانی وغیرہ دے؟

ج:...... امام ابوحنیفہؒ کے ہاں نابالغ بچے کے مال پر نہ زکوۃ فرض ہے نہ قربانی واجب ہے۔ اس لئے ولی کو ان کے مال سے زکوۃ اور قربانی کی اجازت نہیں۔ البتہ ان کے مال سے ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے اور ان کی دیگر ضروریات پر خرچ کرے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مدیر اعلیٰ،
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ،
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر،
مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ،
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست،
حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

جلد: ۲۰ ۳ تا ۱۶/ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۵ تا ۲۸/فروری ۲۰۰۲ء شمارہ ۳۹/۴۰

☆ بیاد ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا	۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ	۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک	۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ	۷ روپے
ششماہی	۱۷۵ روپے
سالانہ	۳۵۰ روپے

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، الائیڈ بینک ایم اے جناح روڈ اکاؤنٹ نمبر 300487-8 کراچی، پاکستان ارسال کریں۔

اس شمارے میں

جذبۂ عشق کی تکمیل .... (اداریہ) 4
توضیح و تشریح الحکیم جل جلالہ .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 6
منشور اعظم .... (سید محمد انظر شاہ قیصر) 9
قادیانی اسلام سے خارج، مجلس مجمع الفقہی سعودی عرب کا یادگار فتویٰ 13
انسانیت کو نئی نبوت کی ضرورت کیوں نہیں؟ .... (مولانا علاؤ الدین ندوی) 14
قربانی کی حقیقت .... (مولانا محمد اسحٰق صدیقی)
حج و عمرہ .... (ڈاکٹر عبدالحی عارفی) 24
اخبار ختم نبوت 27

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph:583486-514122 Fax:542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph:7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جذبہ عشق کی تکمیل

ذرا تصور کیجئے! ایک باپ نے تپتے صحراؤں کی سرزمین پر اپنے خوردسال بیٹے کو لٹایا ہوا ہے اور آنکھوں پر پٹی باندھے' چھری ہاتھ میں لے حکم خداوندی کی تعمیل میں بیٹے کو راہ خدا میں قربان کرنے کے لئے تیار ہے' بیٹا بھی وہ جو نہ جانے کتنی دعاؤں اور التجاؤں کے بعد پیدا ہوا ہے' جس کی پیدائش کبرسنی میں اس کے باپ کے لئے' جو وقت کا ایک جلیل القدر نبی ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ''خلیل اللہ'' کے خطاب سے سرفراز ہو چکا ہے' خوشیوں کا باعث بنی تھی' اس سعادت مند فرزند کی خوش بختی و بلند اقبالی کا کیا کہنا کہ جس نے اپنے عظیم والد کے فرمان کو سن کر کہ انہوں نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ اپنے اس فرزند کو قربان کر رہے ہیں' انتہائی خندہ پیشانی سے عرض کیا کہ آپ نے جو خواب دیکھا ہے اس کی تکمیل کیجئے اور آپ انشاء اللہ مجھے شکر کرنے والوں میں سے پائیں گے' دونوں باپ بیٹا حقیقتاً مقام عبدیت کو پہنچ چکے تھے کہ نہ باپ کو اس حکم شرعی پر کوئی اشکال ہوا جو انہیں بذریعہ وحی ملا اور نہ بیٹے کے تخیل میں اس کی بابت کوئی شبہ پیدا ہوا' ظاہر ہے کہ دونوں کا درجہ اس سے بہت اونچا تھا' وہ تو آمنا وصدقنا والے لوگ تھے' اب صورتحال یہ ہے کہ باپ بیٹے کو قربان کرنے کے لئے' لے جاتا ہے' اور ساتھ ساتھ اغوائے شیطانی کا جواب کنکریاں مار کر دیا جاتا ہے' حتیٰ کہ باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے لٹا بھی دیا اور اس خیال سے کہ کہیں محبت پدری غالب آ کر رب عظیم کے حکم کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ بننے لگے' باپ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیتا ہے' تصور کیجئے! کہ باپ سگے بیٹے کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے' چھری ہاتھ میں ہے' باپ نے اپنی آنکھوں پر پٹی بھی باندھ لی ہے' اور بیٹا بھی سعادت مندی سے قربان ہونے کے لئے لیٹا ہوا ہے کہ اتنے میں رحمت خداوندی کو جوش آتا ہے' اس عظیم باپ کی قربانی حق تعالیٰ شانہ قبول فرماتے ہیں اور بیٹے کی جگہ ایک مینڈھا قربان ہونے کے لئے بھیج دیتے ہیں' باپ کی چھری تو چلتی ہے' اور چلتی بھی ادائیگی فرض کے پورے جذبے کے ساتھ ہے' لیکن حق تعالیٰ شانہ کی مشیت کہ قربان بیٹے کے بجائے مینڈھا ہوتا ہے' اور یہ قربانی ایسی یادگار اور عظیم قربانی قرار پاتی ہے کہ قیامت تک کے لئے امت محمدیہ کو حکم ہوتا ہے کہ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یاد میں قربانی کرنا تمہارے ان لوگوں پر لازم ہے جو صاحب نصاب اور صاحب استطاعت ہوں۔

یہی باپ بیٹا ہیں' مکہ مکرمہ ہے' دونوں باپ بیٹا ایک عظیم گھر کی تعمیر میں مصروف ہیں' گھر بھی اس کا جس کے حکم پر انہوں نے قربانی پیش کی تھی' بیت اللہ کی دیواریں اٹھائی جارہی ہیں' حکم ہوتا ہے کہ لوگوں میں حج کا اعلان کردو' سو اعلان ہوتا ہے اور وہ تمام سعید روحیں' جنہوں نے قیامت تک اس عظمت والے گھر کا حج وطواف کرنا ہے' اپنے والد کی صلب اور والدہ کے رحم میں اس اعلان پر لبیک کہتی ہیں' اور اس طرح ان عظیم والد و فرزند' ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر خلوص دل سے بے چون وچرا عمل نے قیامت تک کے لئے ان دونوں اعمال یعنی حج و قربانی کو امت مسلمہ کے دین کا ایک لازمی جزو بنادیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حج کے مقدس فریضے کی برکت سے تمام مسلمان وطنیت اور قومیت کے جال سے نکل کر اپنی انا کو فنا کرکے ایک ایسے لباس میں احکم الحاکمین کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں جو خالص فقیرانہ لباس ہے' ایسا لباس جسے پہن کر سب شاہ وگدا' امیر وغریب برابر ہو جاتے ہیں۔

حج ایک ایسا فریضہ ہے جو مختلف مصالح پر مشتمل ہے۔ حج کے ذریعہ سے انسان کو اپنی اس ذمہ داری کا بخوبی احساس ہوتا ہے کہ اہل وعیال کے نفقہ کی ادائیگی کے بعد جو رقم پس انداز ہوتی ہے اسی سے یہ فریضہ ادا کیا جاسکتا ہے' ہاں اگر کوئی حج کی رقم کسی کو ہدیہ میں دیدے یا کسی کو اپنے ساتھ حج کروالے تو اور بات ہے' لیکن اپنے اہل وعیال کو محروم کرکے یا بنا ادائیگی نفقہ انہیں چھوڑ کر حج پر چلے جانا کسی طور جائز نہیں' اس لئے اس عبادت کے ذریعہ ایک مسلمان میں اہل وعیال کے مصارف کی ادائیگی اور اس ادائیگی کی ضرورت واہمیت کا احساس بیدار ہوتا ہے۔ عام طور پر ہمارے معاشرے میں معاملات سے صرف نظر کی جاتی ہے جس کی وجہ سے اکثر مسلمانوں کے درمیان کدورت جنم لیتی ہے۔ حج وہ فریضہ ہے جس کی ادائیگی سے قبل ایک مسلمان اپنے تمام عزیز واقارب اور ان افراد سے جن سے اس کا کسی بھی انداز میں رابطہ ہوتا ہے خصوصیت سے ملاقات کرکے تمام اخلاقی' مالی اور معاشرتی معاملات میں اپنی زیادتی واغلاط کی تلافی کرتا ہے اور اس طرح ان میں باہمی معاملات میں صفائی پیدا ہوجاتی ہے' اور آپس میں محبت واخوت کا رشتہ جنم لیتا ہے۔ حج کے ذریعہ سے مختلف رنگوں' نسلوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو آپس میں یکجا ہونے اور ایک دوسرے سے روابط بڑھانے کا موقع ملتا ہے' اس فریضہ کی ادائیگی کے دوران بسا اوقات مسلمان مختلف ممالک میں بولی جانے والی زبانوں کے کثرت سے استعمال ہونے والے الفاظ سے بھی آشنائی حاصل کرلیتا ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا' حج کے ذریعہ تمام قسم کے فرق اور انسانی برتری کے احساسات وجذبات دور ہوکر مسلمانوں کے درمیان مساوات کا اثر نمایاں ہوتا ہے' نماز بھی محدود طریقہ سے اس احساس وفرق کو دور کرنے کا ذریعہ بنتی ہے لیکن حج میں یہ احساس وفرق بدرجہ اتم ختم ہوجاتا ہے' اور مسلمانوں میں باہم مساوات وبرابری کا احساس پختہ ہوجاتا ہے۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے ہر مسلمان رزق حلال کو استعمال کرنے کی کوشش وسعی کرتا ہے جس سے اس میں عام روزمرہ کی زندگی میں بھی رزق حلال کے حصول کا جذبہ زور پکڑتا ہے جو اسے کسب مال حرام سے بچاکر اللہ کی رضا کے لئے رزق حلال کے حصول پر اکساتا ہے۔ اس سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ حج صرف اسلام کا ایک مذہبی رکن اور فریضہ نہیں بلکہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنی زندگی کے اخلاقی' معاشرتی' معاشی اور سیاسی پہلوؤں پر بھی بھرپور اور مکمل رہنمائی ملتی ہے' جس سے ایک عالمگیر مسلم معاشرے کی تشکیل میں مدد ملتی ہے۔

جیسا کہ پہلے قربانی کے بارے میں ذکر کیا گیا' یہ فریضہ صاحب استطاعت مسلمان مردوعورت پر ادا کرنا واجب ہے' اور قربانی کی کھال کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف مختلف دینی شعبوں میں مصروف کار ادارے ہیں جن کے ذریعہ دین اسلام کے فروغ اور اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کا فریضہ ادا کیا جارہا ہے۔ قادیانی ملک اور بیرون ملک جس طرح اپنی ریشہ دوانیوں کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کررہے ہیں وہ اس بات کی متقاضی ہیں کہ ان کے رد کے لئے انتہائی منظم انداز میں کام کیا جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے قیام کے وقت سے یہ بیڑا اٹھایا ہوا ہے کہ ملک اور بیرون ملک جہاں کہیں قادیانی ریشہ دوانیوں کی اطلاع ملتی ہے یہ جماعت اس کے فتنے کو فرو کرنے کے لئے حتی المقدور کوشش کرتی ہے۔ اس سلسلے میں آپ سے گزارش ہے کہ قربانی کی کھالوں کے ذریعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بیت المال کو مضبوط کیجئے اور قادیانیوں کے خلاف اس عظیم جہاد میں حصہ لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کیجئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی محافظ بننے کا اعزاز حاصل کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس عظیم جہاد میں شانہ بشانہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

توضیح و تشریح الحکیم جل جلالہ

الحکیم (جلّ جلالہ) اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے جو معلّم کتاب وحکمت رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری آسمانی کتاب قرآن حکیم کی متعدد آیات میں وارد ہوا ہے۔ قرآن حکیم میں علم وحکمت کو خیر کثیر کہا گیا ہے۔ الحکیم جل جلالہ نے انسان کو ظاہر و باطن میں فکر و تدبر' فہم سلیم' رموز فطرت میں تجسس کی صلاحیتوں سے نوازا ہے' سو قرآن وسنت میں فکر و تدبر اسے دانا' بینا' عقلمند اور دور اندیش بنا دیتا ہے۔ اجتماعی اور معاشرتی امور میں ایمان' اتحاد' تنظیم' یقین محکم کے ساتھ ساتھ ظاہری اور باطنی دور اندیشی اور حکمت عملی سے ہم کس طرح دارین کی فوز وفلاح کو سمیٹ سکتے ہیں' ملاحظہ فرمائیں......(مدیر)

''حکیم'' حکمت سے ہے' لغت میں ''حکمت'' دانائی' عقل' تدبر' ہر چیز کی حقیقت دریافت کرنے کا علم اور علاج معالجہ کو کہتے ہیں۔ ''حکیم'' دانا' عقلمند' ہوشیار' فلسفی' طبیب اور وید کو بھی کہا جاتا ہے۔

''الحکیم'' اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں' یعنی اسماء الحسنیٰ میں سے ایک ہے جو معلم کتاب وحکمت' رسول آخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن حکیم کی متعدد آیات میں آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی حقیقی الحکیم جل جلالہ ہے' جس نے کل کائنات کو خوبصورت تخلیق کیا اور موجودات کو قرینے سے مزین فرما کر انسان کو احسن تقویم اور مقصود کائنات بنایا' اور انسان کو ظاہر و باطن میں نظر و بصر' فکر و تدبر' فہم سلیم' رموز فطرت میں تجسس وجستجو اور تحقیق وقبول حق کی صلاحیتوں سے نوازا۔ رموز فطرت' ظاہر و باطن اور تکوینی امور میں تجسس و تحقیق کا ذوق سلیم انسان کو حکیم' دانا' بینا' عقلمند اور دور اندیش بنا دیتا ہے۔

الحکیم جل جلالہ کی وسیع وعریض کائنات کے علاوہ انسان کے اپنے نفس' اپنے جسم وجاں میں فکر و تدبر' آیات قرآن حکیم میں مراد حکمت وتدبر' عمل اور تفہیم ظاہری باطنی' موجودات میں قرینہ' ہر ایک چیز میں خالق کائنات کی جلوہ گری کا بنظر غور اور فہم سلیم سے مطالعہ اور الحکیم جل جلالہ کی حکمت بالغہ کے کائنات کی ہر چیز کے ظاہر و باطن میں کارفرما ہونے پر یقین رکھنا رب عظیم کی حکمت اور اس کے حکیم مطلق ہونے پر ایمان لانے کے لئے ضروری ہے۔

قرآن حکیم میں متعدد جگہ حکیم کا لفظ آیا ہے'

سورۂ توبہ میں فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا' بڑا حکمت والا ہے۔''

مولانا محمد اشرف کھوکھر

سورۂ بقرہ میں حکمت کے بارے میں فرمایا:

''اللہ جسے چاہتا ہے حکمت دیتا ہے۔''

حضرت لقمان حکیم کے بارے میں حکمت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ سورۂ لقمان میں فرمایا:

''اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی۔''

اسی طرح جد الانبیاءؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تکمیل تعمیر بیت اللہ کے بعد جو دعا مانگی اس میں رسول آخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت معلم کتاب وحکمت مبعوث کرنے کی دعا بھی شامل تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حکیم حقیقی جل جلالہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اسے حکمت عطا فرماتا ہے۔

تمام انبیاءؑ علیہم السلام نے اگرچہ دعوت توحید و رسالت ونبوت دی' گویا حکمت کی تعلیم دی' لیکن رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو امام الانبیاءؑ بنا کر تا قیام قیامت معلم کتاب وحکمت بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔

سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:

''وہ لوگوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

سورۂ جمعہ میں فرمایا:

''(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں اللہ کی آیتیں سناتے ہیں' ان کو پاک کرتے ہیں' اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔''

معلم کتاب وحکمت رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کی وقتاً فوقتاً نازل ہونے والی آیات حکمت اور اپنے اسوۂ حسنہ کے ذریعے صحابہ کرامؓ کو حکمت و دانائی اور دور اندیشی کی تعلیم دی' قرآن حکیم بھی دیا اور اسوۂ حسنہ بھی' قرآن حکیم اور سنت رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم پر پُرخلوص عمل' بصارت وبصیرت' حکمت وموعظت اور آپؐ کے فیض

تربیت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایمان کے بلند مقام پر فائز کر دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت عملی اور پُرخلوص اطاعت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کندن بنا دیا تھا' جو خود راہ رو نہ تھے وہ قوموں کے امام بن گئے اور پھر تقریباً نصف کرۂ ارض پر انہوں نے خلافت وحکومت کی۔

جھکا دیں گردنیں فرطِ ادب سے کجکلاہوں نے
زباں پر جب عرب کے ساربانزادوں کا نام آیا

معلم کتاب وحکمت کے اسوۂ حسنہ کی برکات' اخلاقی قوت' مجاہدانہ کردار کے گہرے اثرات سے اسلام روز بروز دور دراز تک پھیلتا چلا گیا۔

چونکہ مقصود بعثت نبوی' شرک' کفر والحاد کی تاریکیوں کو ختم کر کے علم وحکمت اور تعلیم وتربیت کو فروغ دینا تھا تاکہ نہ صرف اہل مکہ بلکہ پوری انسانیت دارین کی فوز وفلاح سے ہمکنار ہو سکے' اس لئے معلم کتاب وحکمت رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تحریک علم وحکمت برپا کی وہ پوری دنیا کے علم کے لئے رہنما بن گئی' فرمایا: "مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔" دوسری جگہ ارشاد ہے: "علم وحکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے۔"

الحکیم جل جلالہ نے سب سے پہلی وحی میں اقرا' کے نہایت فصیح وبلیغ لفظ سے معلم کتاب وحکمت رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو مقصود بعثت کتاب وحکمت کی تعلیم کی طرف رہنمائی فرمائی۔

قرآن وسنت مکمل دستور حیات ہے' جس میں ایمان' اتحاد' تنظیم' یقین محکم' علم وحکمت' اخلاق' معاشرت ومعیشت' تہذیب وتمدن' دارین کی صلاح وفلاح کے سنہری اصول وضوابط موجود ہیں۔

اسلامی تعلیمات احترام انسانیت کا مجموعہ ہیں۔ انسان کی صحت فکری' صحت روحانی اور صحت جسمانی کے احترام اور تحفظ کا اسلامی ریاست ومعاشرہ انفرادی اور اجتماعی طور پر ذمہ دار ہے۔

سورۂ بقرہ میں الحکیم جل جلالہ نے فرمایا:

"اور جس کو حکمت ملی اسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی۔"

سب سے پہلی اسلامی ریاست ومملکت میں تحصیل علم وحکمت کے یکساں مواقع میسر تھے' عصر حاضر کی طرح یہ نہیں تھا کہ علم وحکمت کو صرف ایک مخصوص طبقے تک محدود کر رکھا ہے اور اس کے بل بوتے پر خواص' عوام الناس کا استحصال کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ امت مسلمہ کے ہر فرد کے لئے کتاب اور حکمت دونوں کی تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ تہذیب نو کے علمبرداروں اور غیر مسلم اقوام وممالک سے مرعوب ہونے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ صرف فنون تک ہی محدود رہنا دارین کی فوز وفلاح کے حصول کو ذریعہ نہیں بلکہ قرآن جو کہ منبع علم وحکمت ہے اس کے علوم کی تحصیل ضروری ہے' اسلامی معاشرے میں ان علوم کے فروغ کو اولیت تامہ حاصل ہونا ضروری ہے۔

معلم کتاب وحکمت رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مدنی دور حیات میں ہمیشہ دوراندیشی اور حکمت عملی سے کفار سے نبرد آزما رہے۔ کفر اور اسلام کی تمام جنگوں کا بنظر غور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی کامیابی اور کامرانی کا راز اللہ کی رحمت اور اس کی طرف سے القا کردہ حکمت عملی میں پنہاں ہے۔

غزوۂ احد میں جب شدت آ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پورے سکون واطمینان کے ساتھ صورت حال کا جائزہ لیتے رہے اور کفار مکہ کے مقابلے میں اپنی فوج کا دفاع فرماتے رہے۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے جن جگہوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کے ایک حصے کو متعین فرمایا تھا' اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس جگہ سے نہ ہٹتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ پر ایک فیصلہ کن فتح مل جاتی۔

رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو منجملہ دیگر صفات عالیہ کے عسکری حکمت عملی نمایاں طور پر فطرت میں ودیعت کر دی گئی تھی' فوج کی قیادت کرنا' ان کی ضروریات کا خیال رکھنا' دشمن کے مقابلے میں پوری مہارت کے ساتھ انہیں لڑانا اور مختلف غزوات کے دوران جو حکمت عملی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمائی اس میں یہ صفت نمایاں نظر آتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ:

"دوران جنگ ہم میں وہ آدمی بہت بہادر تصور کیا جاتا تھا جو میدان جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (قربت) میں کھڑا ہو کر لڑ سکتا تھا۔" (مسلم)

جنگ خندق (احزاب) میں رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی قائدانہ صفات اور حکمت عملی کے پہلوؤں کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کے لئے خود علاقے کی حدود متعین فرمائیں اور باقاعدہ ایک لائن کھینچ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دس دس گز کا ایک ٹکڑا دے کر اس پر کھدائی کے لئے دس دس آدمی متعین فرمائے اور خندق کو اتنا گہرا کھدوایا کہ تاریخ طبری کے مطابق زمین کی تری محسوس ہونے لگی تھی۔

معلم کتاب وحکمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس خندق کی کھدائی میں شرکت فرمائی اور زمین پر کدال مار کر آپؐ نے خندق کھودنے کا آغاز فرمایا' اس طرح صحابہ کرام میں شوق شہادت اور جذبہ جہاد مزید بڑھ گیا اور یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عسکری حکمت عملی سے آپ کو اور صحابہ کرامؓ کو بہت بڑی فتح نصیب ہوئی۔ کفر واسلام کے تمام معرکوں میں رسول آخرین

صلی اللہ علیہ وسلم کی عسکری اور جنگی حکمت عملی پر غور کیا جائے تو اتباع سنت اور پُرخلوص اطاعت ہی مسلمانوں کی کامیابی اور کامرانی کا نمایاں پہلو نظر آتی ہے۔

حکمت کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ’’آیات قرآن میں حکمت سے مراد سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔‘‘ معلوم ہوا کہ معلم کتاب وحکمت کی اطاعت اور سنت پر پُرخلوص عمل ہی حکمت ہے‘ اور حکمت ہی کو خیر کثیر کہا گیا ہے۔

یہ مسلم حقیقت ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ اور پہلو ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں قرآن حکیم اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں واضح ہدایات نہ ملتی ہوں۔ صحت بھی زندگی کا ایک پہلو ہے‘ اس حوالے سے رائج الوقت لغت کے تحت حکمت کا ایک معنٰی طب بھی ہے۔ طب میں پاکیزگی‘ پرہیز اور علاج تین جزو ہیں۔ فرمایا گیا ہے کہ:

’’پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔‘‘

پاکیزگی میں ظاہری و باطنی اور انفرادی و اجتماعی پاکیزگی شامل ہے۔ انفرادی پاکیزگی میں دانتوں کی صفائی‘ لباس کی صفائی‘ غسل جمعہ‘ نماز عیدین سے قبل غسل اور نیند سے بیدار ہو کر مسواک کرنا وغیرہ شامل ہے‘ اسی طرح کھانے پینے کے آداب‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ غذائیں اور معمولات خورد ونوش یہ سب ہمارے لئے طبی رہنمائی کے سنہری اصول ہیں۔ علاج و معالجہ کے بارے میں حکمت وطب کے سنہری اصول ہیں‘ اس بارے میں احادیث پاک سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اقدسؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ نہ صرف یہ کہ علمی بصیرت رکھتے تھے بلکہ علم طب سے بھی پوری طرح واقفیت رکھتے تھے۔ فرمایا کہ ہر بیماری کی دوا ہے‘ (سوائے موت کے)۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں فرمائی جس کی دوا نازل فرمائی ہو۔ (بخاری‘ ابن ماجہ)

آپؐ فرماتے ہیں کہ دو شفا دینے والی چیزوں کو ضرور اپناؤ‘ ایک قرآن‘ دوسری شہد۔ (ابن ماجہ)

آپؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوا اور بیماری کو اتارا ہے اور ہر بیماری کی دوا مقرر کر دی ہے‘ تم دوا کرو اور حرام کے ساتھ دوا نہ کرو۔ (ابوداؤد)

آپؐ فرماتے ہیں کہ کلونجی میں موت کے سوا ہر مرض کی دوا ہے۔ (بخاری ومسلم)

آپؐ فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر سرمہ اثمد ہے جو نگاہ کو تیز کرتا ہے اور بالوں کو اگاتا ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں کہ بخار کی تیزی جہنم کی آگ کی لپیٹ ہے‘ پس اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ (ابن ماجہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: حضور اقدسؐ کے پاس نوزائیدہ بچوں کو لایا جاتا تو آپؐ ان کے لئے برکت کی دعا کرتے اور چھوہارا چبا کر بچے کے منہ میں چپکا دیتے تھے۔

انفرادی اور اجتماعی نظم ونسق چلانے کے ہر پہلو میں الحکیم جل جلالہ کی دی ہوئی فہم وفراست اور حکمت عملی ضروری ہے۔

رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’حکمت دانائی کی بات مومن کی گم شدہ چیز کی مانند ہے‘ جہاں بھی ملے لے لو۔‘‘

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وطن عزیز کے اصحاب اقتدار ہی صرف مومن ہیں‘ اور وہ جس ملک میں سرکاری دورے پر جائیں اور جو وہاں کی تہذیب وتمدن ہو اسی کو خود بھی اپنا لیں اور اپنے ملک واپس آنے کے بعد طاغوتی قوتوں سے مرعوبیت کی بنا پر وہاں کی تہذیب وتمدن کو اپنے ملک میں رائج کرنے کے لئے ملکی اور قومی وسائل کا بھی بے دریغ استعمال کریں۔

اگر چیل اور بلی کو گوشت کا محافظ بنانا حکمت عملی کے صریح منافی ہے‘ بھیڑیے کو بھیڑ کا محافظ‘ بصارت سے محروم شخص کو کشتی بان اور چور اور ڈاکو کو ملکی دولت کا نگران بنانا حکمت عملی کے منافی ہے تو مخلوط طریقہ تعلیم‘ ان پڑھ اور غیر تعلیم یافتہ لوگوں کو اور دینی و ملکی آئین اور قوانین کے نہ ماننے والے قادیانیوں کو ملک کے اہم اور کلیدی مناصب پر براجمان کرنا‘ صریح ناانصافی اور عدل و انصاف کے خلاف ہوگا۔ ملک کے قدرتی وسائل پر زرپرست‘ مفاد پرست ذخیرہ اندوز‘ بددیانت تاجروں کا قابض ہونا‘ غریبوں اور ناداروں کا معاشی اور اقتصادی استحصال کرنا‘ صحت‘ تعلیم اور دیگر بنیادی سہولیات صرف امراء طبقہ کے لئے مختص کرنا حکمت عملی کے صریح منافی نہیں تو ناانصافی کس چیز کا نام ہے؟

ملک وملت اسلامیہ کے وفادار‘ باصلاحیت‘ دیانتدار افراد یا طبقات کا دینی‘ معاشی‘ معاشرتی استحصال کر کے یا ان کو قید وبند کی صعوبتوں میں مبتلا کرنا ان کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر مناصب پر قادیانیوں کو براجمان کرنا کونسی حکمت عملی ہے؟

اصحاب اقتدار اور اصحاب فکر ودانش اور حکما سے گزارش ہے کہ اہل حق کو بے قیمتی کے جوہڑ میں پھینکنے اور پاکستانی قوم کو خود ساختہ اصول وضوابط‘ آئین و قوانین کا پابند بنانے کے لئے امریکہ اور دیگر غیر مسلم اقوام سے مرعوبیت کی بنا پر پابند سلاسل کرنے کی بجائے‘ دین اسلام کے سچے اور کامیابی سے ہمکنار کرنے والے آئین وقانون کو انفرادی اور اجتماعی طور پر نافذ کر کے حکمت عملی کا مظاہرہ کریں‘ اس میں ہی ہماری دارین کی فوز وفلاح مضمر ہے۔

منشورِ اعظم

رسولِ آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج و خطبہ

سلام ہو اس نورالاولین و آخرین سیدالمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جن کی تعلیمات حقانی اور احکامات ایمانی کے طفیل میں ہمیں رب السمٰوٰت والارض کی خوشنودی مزاج کی یہ سعادت اور دین و دنیا میں عزت کامیابی کا یہ مقام ارفع نصیب ہوا' ہزار ہزار سلام ہوں عرب کے اس نبی پر جس کی حکمت بالغہ کے آگے دنیا کے تمام حکماء نادم و عاجز تھے اور جس کے علوم الٰہیہ کے سامنے سارے تاجداران علوم اور کشور کشایان فنون خاموش ہوکر رہ گئے' ان کی تعلیمات کا ایک حرف ہماری زندگی میں انقلاب پیدا کر گیا اور ان پر عمل کر کے ہی ہمیں دنیا کی بہت بڑی اور طاقت ور قوم اور آخرت میں سب سے زیادہ فائز المرام امت بننے کی عزت ملی' حق یہ ہے کہ ہماری یہ تمام سعادتیں' یہ تمام فضیلتیں' یہ تمام عزتیں اور سب شرف اسی نبی الانبیاءؐ صلعم کی پیغمبرانہ تعلیمات کا صدقہ ہیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے اس کا منبع و مصدر اسی پاک و برتر نبی کی ہستی ہے اور ہمیں جو کچھ ملا ہے اسی سرچشمہ فیض سے ملا ہے۔

اسلام ایک مذہب حق ہے جس کا آغاز نیکوکاری' سچائی اور صداقت پسندی سے ہوا ہے اور جس کا انجام یقیناً خیر و سلامتی بہتری و برتری دینی و دنیوی صلاح و فلاح پر ہوگا۔ آغاز اسلام میں اس کی اس خصوصیت طبعی پر شبہ و اعتراض کرنے والے بہت تھے اور آج بھی ایسے دریدہ دہنوں اور کوتاہ نظروں کی کمی نہیں جن کی نظر میں اسلام کے انجام کو بہتر اور اہل اسلام کی حیات اخروی کا کامیاب ہونا ایک خود ساختہ افسانہ ہے جو صرف لطف مجلس کے لئے گھڑ لیا گیا ہے مگر شروع میں وہم کرنے والوں کے یہ تمام وہم و گمان اس طرح غلط ثابت ہوئے کہ جو مذہب انتہائی بے کسی و کس مپرسی کے عالم وحشت میں اپنے چند کمزور نام لیواؤں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا صدیوں اور قرنوں میں نہیں بلکہ سالوں اور مہینوں میں دنیا اسے مشرق و مغرب کے مدفون خزانوں کی کنجیاں دے دینے اور عرب و عجم کے اقتدار و اختیار کرنے زرنگار و زرتا تخت کو اس کے لئے خالی کر دینے پر مجبور ہوئی تھی اور آخر میں ایسا ہوگا کہ مآل کار کی تمام خوبیاں اسلام کے لئے وقف ہوں گی اور عالم سماوی کی حیات جاودانی کی تمام راحتیں اس کا حصہ تقدیر بنیں گی۔

''صرف میں حقدار ہوں اس دولت بیدار کا''

اس دنیا میں آج تک جو مذاہب برسرکار و برسراقتدار رہے اور اب ہیں اس کٹھن اور صبر آزما منزل میں پہنچ کر ان کے پاؤں چلنے سے جواب دے دیں گے۔ ان کی ہمتیں شکست کھا جائیں گی اور ان کی سچائی پر ایمان رکھنے والے ہزاروں' لاکھوں اور کروڑوں انسان سخت سراسیمگی اور حیرانی کے عالم میں ہوں گے کیونکہ رسوم و رواج نے ان کی بنیاد صداقتوں کا روپ کچھ سے کچھ کر دیا ہے' مگر ٹھیک یہی وہ منزل ہے جہاں آسمان کی پہنائیاں اسلام کے آگے دست بستہ کھڑی ہوں گی' اور زمین کی وسعت مٹی کے کھلونے کی طرح ان کے ہاتھ میں ہوگی' جو

سید محمد ازہر شاہ قیصر

کامیابیاں حدِ خیال سے بھی دور ہیں' وہ اس کے پاؤں میں لوٹتی پوٹتی ہوں گی اور جن فتح مندیوں کو اب ہم سے عظیم الشان بُعد ہے وہ ہم سے ہمکنار و ہم آغوش ہوں گی' شمس و قمر دن اور رات میں اس کے قصر معلّی کی پاسبانی زہرہ داری کریں گے اور سطح ارض پر پھیلے ہوئے یہ کوہ و دشت اس کے لئے وسیع جولان گاہ عمل ہوں گے' اور سلام ہو اس نورالاولین و آخرین سیدالمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جن کی تعلیمات حقانی اور احکامات ایمانی کے طفیل میں ہمیں رب السمٰوٰت والارض کی خوشنودی مزاج کی یہ سعادت اور دین و دنیا میں عزت کامیابی کا یہ مقام ارفع نصیب ہوا' ہزار ہزار سلام ہوں عرب کے اس نبی پر جس کی حکمت بالغہ کے آگے دنیا کے تمام حکماء نادم و عاجز تھے اور جس کے علوم الٰہیہ کے سامنے سارے تاجداران علوم اور کشور کشایان فنون خاموش ہوکر رہ گئے' ان کی تعلیمات کا ایک حرف ہماری زندگی میں انقلاب پیدا کر گیا اور ان پر عمل کر کے ہی ہمیں دنیا کی بہت بڑی اور طاقت ور قوم اور آخرت میں سب سے زیادہ فائز المرام امت بننے کی عزت ملی' حق یہ ہے کہ ہماری یہ تمام سعادتیں' یہ تمام فضیلتیں' یہ تمام عزتیں اور سب شرف اسی نبی الانبیاءؐ صلعم کی پیغمبرانہ تعلیمات کا صدقہ ہیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے اس کا منبع و مصدر اسی پاک و برتر نبی کی ہستی ہے اور ہمیں جو کچھ ملا ہے اسی سرچشمہ فیض سے ملا ہے۔

گرچہ خوریم نسبتے است بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم

پھر یہ بے جا نہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ارشادات کو بار بار پڑھیں اور ان کے خطبات و کلمات کا پیہم مطالعہ کریں' ان کا مطالعہ سعادت دارین اور فلاح کونین کا موجب ہے اس نیک خیال سے ہم آج کی فرصت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حج الوداع کو حدیث کی معتبر

کتابوں سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

دنیا کی بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

خطبہ حج الوداع:

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد عمرے فرمائے' مگر حج کا ارادہ ملتوی رکھا' ہجرت کے دسویں سال جب مکہ معظمہ فتح ہو گیا اور حج سے متعلق مشرکین کی خود ساز رسوم شرکیہ ختم کر دی گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ارادہ سے مکہ تشریف لانے کا قصد فرمایا۔ ۲۵/ ذیقعدہ ہفتہ کا روز تھا کہ خدا کا محبوب مدینہ سے بعزم حج بیت اللہ روانہ ہوا۔ اس وقت آپ کے جلو میں زائرین اور مشتاقان جمال اقدس کا امنڈتا ہوا سیلاب تھا۔ قبائل عرب میں جہاں جہاں آپ کے اس سفر کی اطلاع ملتی تھی' وہیں سے شمع نبوت کے پروانے جوق در جوق زیارت اور معیت حج کے شوق میں چلے آتے تھے بچے بوڑھے چہرۂ اقدس پر ایک نظر ڈالنے کے مشتاق تھے عورتیں' لڑکیاں' بچیاں بالائے بام آنحضرت صلعم کی سواری کے انتظار میں کھڑی تھیں' یہاں تک کہ ۴/ ذی الحج یک شنبہ کو یہ پورا قافلہ بلد امین میں داخل ہوا اور ہر شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی میں ارکان حج کی ادائیگی میں مشغول ہو گیا۔ ۹/ ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں مسجد نمرہ کے صحن میں جبل رحمت کے زیر سایہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چودہ ہزار مسلمانوں کو خطاب فرما کر اپنی وہ آخری وصیت اجتماعی طور پر سنائی جس میں مذہب و سیاست کے قیمتی اصول مذکور تھے۔ حاضرین وفور اشتیاق سے بے خود تھے انہوں نے ارشادات نبوی کے ہر ہر حرف کو محفوظ کر لینے کے لئے اپنے دلوں کے دروازے کھول دیئے تھے' گوش قبول نغمہ الوہیت سننے کا منتظر تھا اور عالم کے بلند و پست پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال و جلال کے نہایت گہرے اثرات طاری تھے۔ فرش سے لے کر عرش تک کی ہر چیز ساکن تھی اور موجودات کا ذرہ ذرہ گوش بر آواز۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین پر ایک نگاہ ڈالی اور حمد و ثناء کے بعد ارشاد ہوا:

''لوگو! سنو! میں تمہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں اس جگہ نہ مل سکوں اور اجتماعی طور پر میری اور تمہاری یہ آخری ملاقات ہو۔''

اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ یہ میری حیات ظاہری کا آخری سال ہے اور روح مطہر رفیق اعلیٰ سے جا ملنے کی تیاری میں مشغول ہے' عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور نبوت و رسالت کا بدر منیر عنقریب عالم فانی کی ظلمت کدہ بنا کر عالم باقی کو منور کرنے والا ہے' لیکن یہ سب کچھ آنحضرتؐ نے رمز و کنایہ میں فرمایا۔

پھر فرمایا:

''لوگو! تمہارا خون' تمہارا مال' تمہاری آبرو تا قیامت اس طرح محترم ہیں' اس طرح اس دن (عرفہ) اس مہینہ (ذی الحجہ) اس شہر (مکہ معظمہ) میں محترم ہیں۔''

یہ عزت و آبرو کی قیمتی دستاویز تھی جو نبی مکرم کی زبان فیض ترجمان نے امت کے آغوش طلب میں ڈال دی۔ پھر فرمایا: کیوں؟ میں نے پیغام الٰہی تمہیں سنا دیا؟ سب یک زبان ہو کر بول اٹھے کہ ''ہاں'' آپ نے فرمایا کہ اے خدا تو گواہ رہنا۔

سلسلہ کلام پھر شروع ہوا فرمایا کہ جس کے پاس مال امانت رکھا ہو وہ اسے اس کے مالک کے سپرد کر دے' ان دنوں عرب میں سودی کاروبار پھیلا ہوا تھا جس میں غرباء اور مساکین کا بند بند جکڑا ہوا تھا' یہاں تک کہ آپ کے چچا حضرت عباسؓ کا سودی کاروبار بھی وسیع پیمانہ پر جاری تھا' آپ نے اس موقع پر حرمت ربا کا اعلان فرمایا۔ اور اس طرح کہ سب سے پہلے اپنے خاندان کو پیش فرمایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جاہلیت کا سودی لین دین حرام کر دیا گیا' اور میں سب سے پہلے چچا عباس کا سود باطل قرار دیتا ہوں۔''

عرب میں اگر کسی قاتل یا دشمن پر اس کی زندگی میں دسترس حاصل نہ ہو سکتی تھی تو اس کی اولاد اور پسماندگان سے انتقام لینا خاندانی فرض سمجھا جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وحشیانہ اور جاہلانہ رسم کو مٹانے کے لئے سب سے پہلے اپنا نمونہ پیش فرمایا۔

''جاہلیت کے تمام خونی انتقامات باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان میں سے ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون باطل قرار دیتا ہوں۔''

آج ہر جگہ یہ شکایت ہے کہ لوگ وعظ و ارشاد پر کان نہیں دھرتے' ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا دیتے ہیں لیکن کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کوئی واعظ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اپنی نصیحت کو اپنی ذات اپنے کنبہ اور خاندان سے شروع کرے تو سننے والے ضرور سنیں گے' اور واعظان کرام کا ہر کلمہ نصیحت یقیناً موثر ہو گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ:

''زمانہ جاہلیت کے تمام مفاخر بجز تولیت حرم

اور حجاج کو آب رسانی کے باطل قرار دیے گئے' قتل عمد کا قصاص مقرر ہو چکا ہے' قتل عمد وہ قتل کہلاتا ہے جو لاٹھی یا پتھر سے عمل میں آئے اس کی دیت سو اونٹ ہے' جس نے اس سے زیادہ طلب کیا اس نے جاہلیت کی رسوم کو زندہ کیا۔"

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کے طور پر فرمایا کہ:

"اسلام کی اس عظیم الشان کامیابی کو عارضی فتح نہ سمجھو بلکہ یقین کرو' کعبہ مکرمہ ہمیشہ کے لئے ملت حقیقی کا مرکز بن چکا ہے اور فتنہ پرداز تو تمیں اب کبھی سر نہیں اٹھائیں گی۔ لوگو! شیطان اب قیامت تک کے لئے مایوس ہو چکا ہے کہ اس سرزمین میں اس کی پرستش کی جائے۔ البتہ وہ خوش ہے کہ تم چھوٹی باتوں میں اس کی پیروی کیا کرو گے۔"

سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینے ذیقعد' ذی الحجہ محرم اور رجب حرمت کے مہینے کہلاتے ہیں' ان مہینوں میں لڑائی اور خونریزی زمانہ جاہلیت میں بھی ممنوع تھی لیکن چونکہ اہل عرب کا بڑا ذریعہ معاش غارتگری' قافلوں اور مسافروں پر حملہ کرنا اور شب خون مارنا تھا' اسی ضرورت کی وجہ سے وہ ان چار مہینوں میں نچلے نہیں بیٹھ سکتے تھے' اس لئے ان مہینوں کو دوسرے مہینوں سے بدلتے رہتے تھے' اس ردوبدل کو عربی زبان میں "نسی" کہتے ہیں' کبھی شوال کا ذیقعد کے نام سے موسوم کیا تو کبھی ذی الحجہ کو شوال تک کھینچ لائے' اہل عرب کی اس مذموم عادت کی وجہ سے حج کا موسم اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا' چونکہ اب ایک نئی اور آخری شریعت اور خدائی نظام کا آغاز تھا' اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"لوگو! مہینوں کا آگے پیچھے کر دینا کفر کی زیادتی ہے' وہ کافر ہیں اس سے اور گمراہ ہوتے ہیں' ایک سال اسے حرام قرار دیتے ہیں اور دوسرے سال حلال' تاکہ ان مہینوں کی گنتی پوری کرلیں' جو اللہ نے حرام کئے ہیں اور اس طرح حرام مہینوں کو حلال بنالیں' زمانہ پھر پھرا کر آج پھر اس نقطہ پر آ گیا ہے' جس پر ابتداء میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ مہینے اللہ کے نزدیک بارہ ہیں' یہ بات خدا کی کتاب میں اس دن سے بھی ہے جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے تھے' ان میں سے چار مہینے محترم ہیں' تین متواتر ہیں اور چوتھا ان سے الگ۔ ذی قعدہ' ذی الحجہ' محرم اور رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اللھم اشھد" (اے اللہ تو گواہ رہنا)۔

زمانہ جاہلیت میں عورتیں جائیداد منقولہ بھی جاتی تھیں وہ سوتیلی ماں بن جانے کے باوجود بھی دوسرے اموال و املاک کی طرح متوفی کے بیٹے کو ترکہ کے طور پر ملا کرتی تھیں اور جو شیلے جوئے باز جوئے بازی میں بے تکلف انہیں ہرا دیتے تھے' مسخ شدہ تہذیب و تمدن کے اس بگاڑ نے عورت کی حیثیت کو چوپایوں اور جانوروں سے بھی بدتر بنادیا تھا' جسے مرد کسی طرح اپنی نظر میں نہیں لاتے تھے' آج پہلا دن ہے جب دنیا کا سب سے بڑا حکیم' سب سے بڑا مصلح اور خدا کا آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آخری خطبہ میں اس بے کس و کمتر گروہ کے مستقل حقوق قائم کر کے انہیں زندہ رہنے کا حق دیتا ہے' اور تہذیب کے فساد نے معاشرت کے جس ایک ضروری حصہ کا گوشہ ذلت میں اس قساوت قلبی کے ساتھ پھینک دیا تھا کہ مرد کے بڑے سے بڑے کسی ظلم کے مقابلے میں عورت کے لب فریاد کے چند لفظ بھی ادا نہیں کر سکتے تھے۔ آج کے ارشادات کے بعد انہیں باعزت زندگی کا پروانہ آزادی دستیاب ہوا فرمایا کہ:

"لوگو! عورتوں کا تم پر اور تمہارا عورتوں پر حق ہے۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ غیر مردوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ ان کی زندگی کی ہر مسرت اور ان کے قول و فعل کی ہر متاع صرف تمہارے لئے ہو اگر وہ غیروں سے تعلق رکھیں اور غیروں کو تمہاری اجازت کے بغیر گھر میں آنے دیں جنہیں تم پسند نہیں کرتے تو تمہیں اجازت ہے کہ تم انہیں منع کرو' ان سے اپنا بستر الگ کرلو اور مناسب حد تادیب و تہذیب کے لئے انہیں مارو' اگر اس طرح وہ برائی سے باز آجائیں اور تمہاری اطاعت کرنے لگیں' تو ان کا کھانا اور کپڑا تم پر واجب ہے' تمہاری نظروں میں عورتیں بہت ذلیل ہیں' وہ بیچاریاں حقوق ملکیت سے محروم ہیں' تم نے انہیں خدا کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اس کے حکم سے جواز مقاربت کی اجازت حاصل کر چکے ہو' عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو اور ان سے خیر خواہی کا معاملہ کرو۔"

آپ کی پاکیزہ تعلیمات سے اہل عرب مسلمان تو ہو چکے تھے لیکن ان بادہ نشینوں میں ابھی تک جاہلیت کی عادتیں باقی تھیں اور اسلامی تہذیب انہیں مکمل طور پر متاثر نہیں کر سکی تھی خطرہ تھا کہ ان میں غارتگری اور خون ریزی کا جذبہ پھر ابھر نہ آئے' اس لئے آپ نے فرمایا:

"لوگو! مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔" تمہارے کسی بھائی کی کوئی چیز تمہارے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ رضامندی سے نہ بخش دے' دیکھو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ باہم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو کیونکہ میں نے تمہارے

درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کو تم مضبوط پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور یاد رکھو وہ چیز ''قرآن'' ہے۔

وحدت اسلامی کی منزل میں اس وقت بھی سب سے بڑا سنگ راہ امتیاز مراتب نسلی تفوق اور گروہی برتری کا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین کے سارے مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا' اور ان تمام بندشوں کو جو بنی نوع انسان نے نسبی شرافت اور خاندانی عظمت کی بنیاد پر باہمی مساوات کے سلسلہ میں پیدا کر رکھی تھیں' بیک قلم اٹھا دیا اور فضیلت کا مدار صرف تقویٰ کو قرار دے کر فرمایا کہ:

''لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے' تمہارا باپ ایک ہے' سارے لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے' کسی عربی کو کسی عجمی پر بجز تقویٰ کے فضیلت حاصل نہیں۔''

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند ایسے اصول و احکام کا اعلان فرمایا جو زمانہ جاہلیت کی رسوم سے بہت کچھ مختلف تھے اور تمام صحرا نشین بدوؤں اور دور دراز علاقہ کے باشندوں تک ان کو پہنچا دینے کا اس سے بہتر اور کوئی موقع نہ تھا۔ ارشاد ہوا:

''لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کو اس کا حصہ میراث دے دیا ہے' اب کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں اور ایک تہائی سے زیادہ مال کی وصیت جائز نہیں' لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا' زنا کار کے لئے حجر یعنی (حرمان ہے) جو لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے' جو غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور طرف اپنی نسبت کرے اس پر خدا کی' فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے' نہ اس کی توبہ قبول ہو گی اور نہ بدیہ۔''

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نبی برحق نے ایک لاکھ چودہ ہزار (کم وبیش) جان نثاران توحید کے مجمع عظیم کے سامنے بیت اللہ کے سایۂ رحمت میں مسلمانوں کی دینی اور دنیوی زندگی کے لئے یہ زریں اصول ارشاد فرمائے۔ وقت کے خوش خط کاتب نے ہر ہر حرف کو تاریخ کے صفحات پر ابدالآباد کے لئے محفوظ کر دیا۔ ایک لاکھ چودہ ہزار نفوس انسانی کا وہ مجمع کثیر خوش قسمت تھا کہ اس نے اپنے کانوں سے یہ ارشادات سنے اور اپنی آنکھوں سے جمال نبوت کو جلال و کمال کی شاہانہ تمکنت و وقار سے آراستہ دیکھا محبت جو اپنی سادگی فطرت اور خلوص نیت کے باوجود راہ محبت میں رقابت کو اپنا ایک طریق بنا چکی ہے' بڑی رازداری کے ساتھ اس موقع پر کہتی ہے۔

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آ جائے ہے
میں اسے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

اور چودھویں صدی ہجری کے برق رفتار ادوار و اوقات میں زندگی گزارنے والے ہم سب مسلمان بھی اپنی طالع پر نازاں ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں' ان کے ارشادات کے نغمہ الوہیت سے ہماری روح نے کیف اہتزاز کی دولت نہیں پائی' لیکن ان کی تعلیم' تلقین اور تبلیغ ہم تک پہنچی۔ اور ہم نے حضورؐ کی دعوت پر ماسوائے کا انکار کر کے اللہ کو رب حقیقی' رسول برحق کو آخری نبی' کعبۃ اللہ کو اپنا مرکز ایمان و عرفان' روضۃ النبی کو اپنی محبت و عقیدت کا سدابہار چمن بنا لیا۔

☆☆..........☆☆

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی سے گزشتہ بیس سالوں سے تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اندرون و بیرون ملک تمام دینی رسائل میں ایک امتیازی شان کا حامل جریدہ ہے۔ خود خریدار بنیں' دوسروں کو خریدار بنائیں۔
زر سالانہ صرف 350 روپے
رابطہ کے لئے: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت' پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ' کراچی

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی

قادیانی اسلام سے خارج

مجلس مجمع الفقہی سعودی عرب کا یادگار فتویٰ

> ”قادیانی عقیدہ دین اور جسے احمدی عقیدہ دین بھی کہا جاتا ہے کلی طور پر اسلام سے خارج ہے اور اس کے ماننے والے کافر ہیں اور اسلام سے مرتد ہیں اور ان کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا محض دوسروں کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے کے لئے ہے۔“ (مجلس مجمع الفقہی سعودی عرب کا یادگار فتویٰ)

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی الہ وصحبہ ومن اھتدیٰ بھداہ

مجلس المجمع الفقہی نے اپنے اجلاس میں جو ۱۰/ شعبان ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۵۔ ۷۔ ۱۹۷۸ء کو منعقد ہوا قادیانی جماعت کے موضوع پر بحث کی جو ہندوستان میں انیسویں صدی عیسوی میں ظاہر ہوئی اور جو احمدی جماعت کے نام سے بھی یاد کی جاتی ہے۔

مجلس نے اس فرقہ کے بارے میں نہایت غور و خوض کیا' جس کی طرف اس فرقے کے بانی مرزا غلام احمد نے ۱۸۷۶ء میں دعوت دی ہے' اور اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ نبی ہے اور اس کی طرف وحی آئی ہے اور وہی مسیح موعود ہے اور اس نے دعویٰ کیا ہے کہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں ہوئی۔ امت اسلامیہ کے عقیدہ کے خلاف جس پر قرآن وسنت کے واضح دلائل موجود ہیں۔

نیز اس نے بزعم خویش یہ دعویٰ کیا کہ اس پر دس ہزار سے زائد آیات نازل ہوئی ہیں اور جو اس کی نبوت کا انکار کرے گا وہ کافر ہے اور یہ کہ مسلمانوں پر قادیان کا حج واجب ہے کیونکہ وہ بھی مکہ و مدینہ کی طرح ایک مقدس شہر ہے' اور یہی مسجد اقصیٰ کا مصداق ہے' جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے' یہ سب دعوے اس کی کتاب ”براہین احمدیہ“ اور ”التبلیغ“ و دیگر کتب میں موجود ہیں۔

نیز مجلس نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے اور خلیفہ بشیر الدین کے اقوال اور بیانات پر بھی غور و فکر کیا' اس کے اقوال میں ایک قول وہ ہے جو قادیانیوں کی کتاب آئینہ صداقت ص ۳۵ میں ہے' جس میں لکھا ہے:

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔“

یہی مرزا بشیر الدین اپنے رسالے (الفضل) ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء میں اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہم مسلمانوں سے ہر چیز میں الگ ہیں' رسول' قرآن' نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ میں ان تمام چیزوں میں ہمارا ان سے بنیادی اختلاف ہے۔

اسی میں ہے کہ مرزا وہی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے' ان کے زعم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت جس کو قرآن کریم نے (ومبشرا برسول یاتی من بعد اسمہ احمد) میں بیان کیا ہے۔ اس کا مصداق مرزا ہے۔ (دیکھئے انوار خلافت ص ۲۱)

اسی بنا پر ۱۹۷۴ء میں صوبہ سرحد (پاکستان) کی صوبائی اسمبلی نے بالاتفاق رائے یہ قرارداد منظور کی جس کی رو سے قادیانی جماعت کو پاکستان کے شہریوں میں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا' پھر پاکستان کی قومی اسمبلی نے بھی بالاتفاق قادیانی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

نیز مجلس نے اس لٹریچر کا بھی مطالعہ کیا جسے قابل اعتماد مسلمان علماء اور مصنفین نے اس قادیانی احمدی جماعت کے بارے میں لکھا ہے اور جس میں انہوں نے ان کے دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کے اسباب و وجوہ بیان کئے ہیں۔

قادیانیوں کے عقائد کے علاوہ مرزا غلام احمد کی اپنی عبارتیں اور وہ خطوط جو اس نے ہندوستان میں انگریز حکومت کو لکھے ہیں' ان کا بھی جائزہ لیا گیا۔ جس میں وہ انگریز حکومت کی عزت و احترام کا اظہار کرتا ہے' اپنی ہمدردی اور تائید کا یقین دلاتا ہے۔ اور ان کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیتا ہے' اس طرح جہاد کا انکار کر کے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے انگریز کا غلام رکھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب ”شہادۃ القرآن“ کے ذیل میں ص ۱۷ چھٹے ایڈیشن میں لکھتا ہے:

> ”مجھے یقین ہے کہ جب میرے جاننے والوں میں اضافہ ہوگا اور ان کی تعداد بڑھ جائے گی' جہاد پر لانے والے کم ہو جائیں گے' کیونکہ میرے مسیح موعود یا مہدی ہونے پر ایمان لانے کا لازمی نتیجہ جہاد کا انکار ہے۔“ (دیکھئے مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا کتابچہ ص ۲۵ جو رابطہ نے شائع

باقی صفحہ ۱۹ پر

انسانیت کو نئی نبوت کی ضرورت کیوں نہیں؟

مولانا علاؤالدین ندوی

احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ، ختم الرسل، دانائے سبل، مولائے کل (صلی اللہ علیہ وسلم) سلسلہ نبوت کی آخری کڑی اور مسکِ ختام ہیں۔ ختم نبوت کا عقیدہ ایسا متفق علیہ اور اساسی مسئلہ ہے جو کبھی بھی نزاعی اور مختلف فیہ نہیں رہا۔ اس کے بین و قطعی دلائل و شواہد قرآن کریم کی آیت، احادیث صحیحہ اور علماء جمہور امت کے اقوال و ارشادات میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان میں نہ کوئی غموض ہے، نہ نزاع۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ”محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔“ (الاحزاب:۴۰)

۱:...... نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”بنی اسرائیل کی سیادت و قیادت انبیاء کے ہاتھوں ہوا کرتی تھی، جب کوئی نبی وفات پاجاتے تھے تو اس کی جگہ دوسرے نبی آجاتے تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ میرے (خلفاء و ورثاء) ہوں گے۔“ (بخاری)

۲:...... نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میری اور میرے سے قبل انبیاء (علیہم السلام) کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور خوب حسن و جمال سے آراستہ کیا، سوائے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ کے، پھر لوگ اس کا معائنہ کرنے لگے اور اس پر فریفتہ ہونے لگے اور کہنے لگے کیوں نہ یہاں (بھی) اینٹ رکھ دی گئی، سو میں وہ اینٹ ہوں، اور میں خاتم النبیین ہوں۔“ (بخاری)

۳:...... نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مجھے (دوسرے) انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت و برتری حاصل ہے۔ مجھے جامع (و مانع) کلام دیا گیا، میری مدد رعب و دبدبہ سے کی گئی، میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا، میرے لئے زمین جائے نماز و پاکیزہ بنائی گئی، میں پوری نوع انسانی کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا، اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔“ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

۵:...... نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے اب نہ میرے بعد کوئی رسول ہوگا نہ کوئی نبی۔“ (ترمذی)

۵:...... نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میرا نام محمد ہے، میرا نام احمد ہے، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں، جس سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا۔ میں وہ حاشر (اکٹھا کرنے والا) ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے بعد لوگوں کو اکٹھا کرے گا، میں وہ عاقب (بعد میں آنے والا) ہوں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔“

۶:...... نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میری امت میں عنقریب تیس کذاب پیدا ہوں گے، ان میں ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ جب کہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“ (ترمذی، ابوداؤد)

ان قطعی اور واضح دلائل و براہین کے بعد ہمیں کسی بھی دلیل و تشفی کی ضرورت نہیں۔

لیکن جب ہم مسئلہ مفروضہ پر کہ (انسانیت کے لئے خاتم الانبیاء سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئی نبوت کی ضرورت کیوں نہیں؟) غائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں اور خالص عقلی انداز اور فکری نہج پر جائزہ لیتے ہیں تو مندرجہ ذیل نتائج

واسباب ایسے سامنے آتے ہیں جو عقلیت پرست ذہنیتوں کو ''عقیدۂ ختم نبوت'' کے سمجھنے میں اپیل کرسکتے ہیں۔ تفصیل کے بجائے اختصار و ایجاز کی صورت میں حاصل مطالعہ پیش خدمت ہے:

اول:...... اللہ تعالیٰ کا یہ آخری دین (جس کا نام اس نے اسلام رکھا ہے) جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کامل و مکمل ہوگیا اب کمال کے نقطۂ انتہا تک پہنچ جانے کے بعد کسی اضافہ و زیادتی کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کردیا' اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کردیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کرلیا۔'' (المائدہ:۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو اپنے پیچھے ایک ایسی صالح جماعت چھوڑ گئے جنہوں نے دین اسلام کی ذمہ داریوں کو سنبھال لیا' جنہوں نے کارہائے عظیم کو سہارلیا' جنہوں نے دعوت و تبلیغ کو اپنا مقصد زندگی بنالیا' جنہوں نے عدالت و شہادت علی الناس کی خاطر اپنی متاع زندگی لٹادی' جنہوں نے دنیا کی رہنمائی و خبر گیری کی جو انسانیت کے نقیب و نگران بن گئے' یہ کام وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہاج رسالت و نبوت کے آئینہ میں انجام دیتے رہے' انہوں نے کبھی بھی اپنے ذہنوں میں نئی نبوت نئی وحی والہام کے تانے بانے نہیں بنے' وہ ٹھیک ٹھیک مومنین کاملین کی ایک برگزیدہ جماعت کی طرح بعثت ختم المرسلین کے عظیم مقصد کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچادینے میں جی جان سے لگ گئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے' تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو' اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔'' (آل عمران:۱۱۰)

نیز ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کام کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں' اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔''
(آل عمران:۱۰۴)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق کا بول بالا کرتی رہے گی' ان کو ناکام و بے مراد بنانے والے ان کا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے' تا آنکہ حکم الٰہی آپہنچے گا اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔'' (مسلم)

دوم:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد تشریف آوری سے باب نبوت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کردیا گیا۔ اس لئے کہ آپ ہر دور کی نسل انسانی کے لئے رسول بناکر مبعوث ہوئے۔ آپ سارے جہاں والوں کے لئے رحمت و کرم کا پیغام لے کر آئے۔ اس صفت عمومیت میں نہ کسی زمانے کی قید ہے نہ کسی علاقے کی' اس میں نہ ملک و وطن کی تخصیص ہے نہ جنس و قومیت کی' نتیجتاً آپ کی رسالت و دعوت کو دائمی طور پر قیامت تک کے لئے باقی رہنا ہے۔ آپ کی سیرت و اسوۂ کو ہر دور میں ہر نسل و طبقہ کے لئے قابل تقلید و اتباع بننا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو کتاب زندگی (قرآن کریم) انسان کو دی گئی' وہ ایک کھلی کتاب اور مشترکہ خزانہ و ورثہ ہے' جس میں کسی قوم کی اجارہ داری نہیں۔ اسلام کا دروازہ ہر فرد و بشر کے لئے کھلا ہوا ہے' اس میں کسی خاص نسل و خاندان' خاص جماعت و گروہ یا مخصوص وطن و قوم کا ٹھیکہ و قبضہ نہیں جیسا کہ ہمیں یہودیت و مسیحیت میں نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور ہم نے ایسے مضامین نافعہ دے کر آپ کو اور کسی کے واسطے نہیں بھیجا' مگر دنیا جہاں کے لوگوں (یعنی مکلفین) پر مہربانی کرنے کے لئے۔''
(الانبیاء:۱۰۷)

نیز ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو' رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔'' (الاحزاب:۲۱)

نیز فرمایا:

''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔'' (الحجرات:۱۳)

سوم:...... اسلام کو آخری اور دائمی مذہب کی حیثیت سے سید المرسلین امام المتقین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانیت کی ہدایت کا

سرچشمہ قرار دیا گیا اور اس میں اس کی سعادت و کرامت اور فلاح و کامرانی کا راز مضمر کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: ''بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔''

لہٰذا اس کا لازمی و منطقی تقاضا تھا کہ رہتی دنیا تک اس کی حفاظت و کفالت کی ضمانت دی جاتی اور مذہب کی آڑ لے کر اس کے محفوظ و مضبوط آشیانے پر تیشہ زنی کرنے والوں' غلط تاویل و انحراف کا دروازہ کھولنے والوں' نئے نئے باطل عقائد کے چور دروازے نکالنے والوں کی بیخ کنی کی جاتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دین متین کی حفاظت و کفالت کی ضمانت دی۔ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ و نگہبان ہیں۔''

(الحجر:۹)

نیز ارشاد ہوا:

ترجمہ: ''اور یہ قرآن بڑی باوقعت کتاب ہے' جس میں غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے۔ یہ خدائے حکیم محمود کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔''

(حم السجدہ:۴۱'۴۲)

چہارم:...... ادیان سابقہ خدا ناترس و دنیا پرست مذہبی رہنماؤں کے ہاتھوں بازیچہ اطفال بن کر رہ گئے تھے۔ انہوں نے اپنی ذات کو دین و مذہب کا پابند بنانے کی بجائے خود مذہب کو خواہشات نفس کا غلام بنا رکھا تھا۔ پھر تحریف و تاویلات فاسدہ اور کمی و زیادتی کا دروازہ کھول کر خود ساختہ قوانین تک کو در آمد ہونے کا موقع دے کر جزو مذہب بنالیا تھا۔ اس سے دین کی حقیقی روح و مزاج پامال ہو کر اپنی اثر آفرینی کھو بیٹھا تھا بلکہ وہ ایسا چیستان بن گیا تھا جس کے اسرار و رموز کی کلید صرف ''مذہب کے پردھانوں'' کے پاس تھی اللہ تعالیٰ نے ان کی اس روش کا اس انداز میں تذکرہ فرمایا ہے:

ترجمہ: ''تو بڑی خرابی ان کی ہوگی جو لکھتے ہیں (بدل سدل کر) کتاب (توریت) کو اپنے ہاتھوں سے پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ حکم خدا کی طرف سے ہے۔ غرض (صرف) یہ ہوتی ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ نقد قدرے وصول کرلیں۔''

(البقرہ:۷۹)

نیز ارشاد باری ہوا:

ترجمہ: ''اور بے شک ان میں سے بعضے ایسے ہیں کہ کج کرتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب (پڑھنے) میں تاکہ تم لوگ اس (ملائی ہوئی چیز) کو (بھی) کتاب کا جزو سمجھو حالانکہ وہ کتاب کا جزو نہیں' اور کہتے ہیں کہ (یہ لفظ یا مطلب) خدا کے پاس سے ہے۔ حالانکہ وہ کسی طرح خدا کے پاس سے نہیں اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں اور وہ جانتے ہیں۔'' (آل عمران:۷۸)

نیز ارشاد ہے:

ترجمہ: ''تو صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کردیا' اور ہم نے ان کے قلوب کو سخت کردیا۔ وہ لوگ کلام کو اس کے مواقع سے بدلتے ہیں اور وہ لوگ جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی' اس میں سے ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے۔''

(المائدہ:۱۳)

دین و مذہب کی اس کسمپرسی کی حالت میں نبی آخر الزمان خدا کا آخری و مکمل پیغام لے کر دنیا میں تشریف لائے' یہ آخری و مکمل دین خالص توحید پرستی و شرک بے زاری اور رسالت و آخرت کی اساس پر استوار کیا گیا۔ جس میں بنی اسرائیل کی سی شدت و وحدت اور بے جا قیود و پابندیاں نہیں رکھی گئیں' بلکہ جو ملت ابراہیم کے امین و پاسبان فطرت انسانی کی ترجمان' اور عقل سلیم کو اپیل کرنے والا بنایا گیا۔ اس نے انسانیت کے گلو سے وہ سارے طوق سلاسل اتار پھینکے جو غلو پسند زاہدوں و راہبوں نے خدا کے بندوں پر ڈال رکھے تھے' اور وہ اصول و قوانین پاش پاش کر ڈالے جنہیں خواہش نفس کے غلاموں نے اور ظالم رہنماؤں نے اپنا رکھا تھا' اور ایک سیدھا' سہل' عام فہم اور عملی نظام عطا کیا' جس میں انسانی توانائیوں اور کمزوریوں کا بھر پور خیال رکھا گیا۔ اس نظام فکر و عمل کی بنیاد خدا پرستی' خدا ترسی' زہد و تقویٰ' طہارت و پاکیزگی' حسن معاملات و حسن اخلاق' عدل و مساوات انسانی' مالداروں کی طرف سے فیاضی کا مطالبہ' اور غریبوں کی خبر گیری کا تقاضا' صدق و راستبازی' عہد و پیماں کی پاسداری' محبت و الفت' ایمان باللہ و جہاد فی سبیل اللہ جیسے اوصاف حمیدہ پر رکھی گئی۔ اللہ تعالیٰ نبی برحق' رسول امین و ختم المرسلین کی شان و صفت میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''جو لوگ ایسے نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے کہ) وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے

منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور گندی چیزوں کو (بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں، اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔" (الاعراف:۱۵۷)

نیز امت مسلمہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "اس نے تم کو (اور امتوں سے) ممتاز فرمایا اور (اس نے) تم پر دین (کے احکام) میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی تم اپنے باپ ابراہیم اور اس کی ملت پر (ہمیشہ) قائم رہو، اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے۔" (الحج:۷۸)

نیز ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ (احکام میں) آسانی کرنا منظور ہے، اور تمہارے ساتھ (احکام وقوانین مقرر کرنے میں) دشواری منظور نہیں۔" (البقرہ:۸۵)

پنجم: خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد انسانیت ذہنی، فکری، عقلی حیثیت سے رجولیت وپختگی کے مقام پر فائز ہوئی صدیوں کے محدود تنگ دائرہ سے نکل کر آفاقیت سے روشناس ہوئی۔ اس نے کائنات کی وسعتوں کا مطالعہ کیا اور اس کی نعمتوں سے خوشہ چینی کی، تمدن وعلم کا خزینہ ذخیرہ لے کر انسانی تاریخ کو ترقی وبام عروج کی راہ دکھائی اور پہلی بار اقبالؒ کے الفاظ میں: "جہانگیری، جہاں داری، جہاں بانی، جہاں آرائی" کا صحیح سبق سیکھا، اب اس ذہنی وفکری پختگی وتوانائی (جو صرف ختم نبوت کی رہین منت ہے) کے بعد نئی نبوت کے یا ظلی وبروزی نبوت کا دروازہ وا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہی نہیں کہ: "عقیدۂ ختم نبوت" سے انسانی کمالات اور اس کی مخفی صلاحیتوں پر چار چاند لگ گئے، بلکہ نبوت و نئی شریعت کے سارے چور دروازوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کردینے میں یہ حکمت ومصلحت بھی پوشیدہ ہے کہ انسان کی ساری قابلیتوں کے اسباب مہیا کرکے اس کی لیاقت وصلاحیت اس کی ذہانت و ذکاوت اور اس کی خود اعتمادی وخودداری پر اعتماد بھی کیا گیا، اور اس کے لئے کائنات کو مسخر کرکے اس کے وسائل وذرائع مہیا کرکے اسے وہ مقام اور اعزاز بخشا گیا جس سے گزشتہ انبیاء کی امتیں محروم رہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: "وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمد) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا، تاکہ ہم ان کو اپنے عجائبات قدرت دکھلادیں۔" (بنی اسرائیل)

نیز فرمایا:

ترجمہ: "ہم عنقریب ان کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں ان کے گردونواح میں بھی دکھلادیں گے اور خود ان کی ذات میں بھی، یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہوجائے گا کہ وہ قرآن حق ہے۔" (فصلت:۵۳)

ششم: سابقہ امتوں میں جھوٹے مدعیان نبوت کثرت عقیدہ وایمان اور دینی وحدت وشیرازہ بندی کے لئے زبردست خطرہ بنی رہی اسی طرح کی جسارت وذہنی طبق آزمائی نے ان میں تحریف وانحراف وکج روی کے دروازے کھول دیئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت وشفقت ہوئی کہ اس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت کے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ جو صرف آپ ہی کے لئے مخصوص تھا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے متنبیوں کے طرز عمل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"تم سے پہلے قوم بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہو گزرے ہیں جو "مکالمہ خداوندی" کا دعویٰ کرتے تھے باوجودیکہ وہ نبی نہیں تھے۔" (بخاری)

ہفتم: اس دین کی روح ومزاج اس بات کی متقاضی ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بعد بساط نبوت کو ہمیشہ ہی کے لئے لپیٹ دینا چاہئے کیونکہ اس دین کی خصوصیات ہی میں خدا پرستی وخداترسی، ختم نبوت کی مہر صداقت جامعیت و کاملیت، وسعت وہمہ گیری، حقائق پسندی وثابت قدمی، استقلال واعتدال کے اوصاف شامل ہیں۔ یہ دین ایک ایسا جامع نظام فکر وعمل ہے جو عقائد و ایمانیات، شریعت وقوانین، اخلاق وآداب معاشرہ اقتصادیات، تمدن وسیاسیات کے تمام شعبوں کو محیط ہے۔ جو بذات خود ایک لافانی طاقت ہے، جو کسی اور (جاہلی) قوت پر انحصار نہیں کرسکتا، جس میں نہ کوئی شے زائد ہے نہ فاضل، جس میں نہ کسی قسم کا نقص ہے نہ خامی، جو نہ تو رجعت پسندی کا قائل ہے نہ ہی شتر بے مہار ہوا جاتا ہے جو نہ تو افراط وتفریط کا خوگر ہے، نہ محدود انسانی (طفلانہ) تصورات سے آشنا، جو نہ جاہلیت کے ساتھ مداہنت ومفاہمت کرسکتا ہے نہ باطل قوت کے سامنے گھٹنے ٹیک سکتا ہے، بلکہ جس کی سرشت میں فولاد کی قوت اور پہاڑ کی صلابت ہے، جس میں ریشم کی لطافت اور موجوں کی تند جولانیاں ہیں، جس میں اعتدال وتوازن بھی ہے اور فکر انگیزی وخیال

افروزی بھی جس کے رگ و پے میں جذبہ وشوق بھی ہے اور مستی کردار بھی جو زندگی کے رواں دواں قافلے کے ساتھ بھی ہے اور اس کا نقیب وعلمبردار بھی جس میں لچک بھی ہے اور زور وقوت بھی جس کی فطرت میں صالح تغیر پذیری بھی ہے اور ناقابل تسخیر قوت بھی اور جو ایک زندہ وجاوید لافانی وحیات بخش دین ہے جس کی دائمی تکمیل سید الانبیاء خاتم الادیان صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کردی گئی اس کے بعد کسی کی یہ جرأت کہ اس میں رخنہ پیدا کرے جنون وہوس نہیں تو اور کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: ''سو تم یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف رکھو اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہئے پس سیدھا دین یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (الروم:۳۰)

نیز فرمایا:

ترجمہ: ''تمہارا (سب کا) وہ رب ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب بناوٹ عطا فرمائی پھر رہنمائی فرمائی۔''

(طٰہٰ:۵)

نیز فرمایا:

ترجمہ: ''اور اللہ کے نزدیک ہر شے ایک خاص انداز سے مقرر ہے۔''

(الرعد:۸)

نیز فرمایا:

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ تمام (دین کی) باتوں کا بیان کرنے والا ہے اور (خاص) مسلمانوں کے واسطے بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور خوشخبری سنانے والا ہے۔'' (النحل:۸۹)

ہشتم: اسلام اپنے ماننے والوں کو نماز اور قرآن کی دو ایسی نعمتیں دے دیتا ہے جو خلوت وجلوت میں خدا سے ہمکلام ہونے کا ذریعہ ہیں بلکہ ان کے لئے ''مکالمات الٰہیہ'' کی اصطلاح زیادہ موزوں ہے۔ نماز وقرآن مخلوق کو خالق سے عبد کو معبود سے محبت وخوف ورجاء کے جذبہ سے ملاتے گہرا رابطہ پیدا کرتے اور اس کی قربت وولایت سے سرفراز کرتے ہیں عبادت واستقامت کا قوی جذبہ پیدا کرتے اور حیات افروزی وخیر پسندی کی فضاء مہیا کرتے ہیں۔

ان دونوں نعمتوں کا وجود وبقاء خود امت مسلمہ کو ہر طرح کی نبوت ووحی سے بے نیاز کردینے والی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تمہیں نماز کا حکم دیتا ہے لہٰذا جس وقت تم نماز پڑھ رہے ہو تو ادھر ادھر متوجہ نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنا رخ نماز میں بندے کے چہرے پر نصب کردیتا ہے جب تک وہ ادھر ادھر متوجہ نہ ہو۔''

(احمد ترمذی)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: ''اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگایا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔''

(الاعراف:۲۰۴)

نہم: اصلاح وتجدید کی کوششوں اور دعوت و عزیمت کی راہ میں قربانیوں کی تاریخ اس امت کی کتاب زیست میں ایسا درخشاں باب ہے جہاں مجددین ومصلحین داعی الی اللہ اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے کارنامے اس تاریخ کی امانت ہیں جنہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ہر دور میں انجام دیا جو اللہ کے راستے میں ڈٹ گئے تو کوئی طاقت انہیں ہٹا نہ سکی جنہوں نے کوئی وقفہ کوئی رخنہ کوئی فساد کوئی شگاف ایسا نہیں چھوڑا جس کو پاٹنے کے لئے وہ اٹھ نہ کھڑے ہوئے ہوں باطل کا ہر وار ان کے مقابلہ میں بے کار گیا ہر زمانہ میں انہوں نے طاغوتی طاقتوں سے پنجہ آزمائی کی ان کی کلائی مروڑ دی بلکہ ضرورت پڑی تو توڑ بھی دی اور تاریخ کو صحیح سمت عطا کی۔ علامہ اقبالؒ کہتے ہیں:

اس دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی
شاہینوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہہ وبالا

ان اصلاحی کوششوں کے نتیجے میں ہمیشہ ہدایت کی قندیلیں فروزاں رہیں کوئی آندھی اور طوفان انہیں بجھا نہ سکا اسلامی روح وتڑپ دلوں میں بیدار رہی کبھی بھی عالم اسلام کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تاریکی کا دور دورہ نہ ہوسکا۔

ان مجددین کی اولوالعزمانہ قربانیوں و پیش قدمیوں نے کبھی بھی اسلامی عقیدہ پر غبار نہ پڑنے دیا یہ ہر طرح کی اندرونی وبیرونی سازشوں کے لئے پہاڑ بن گئے ہر طرح کی فکری یلغار کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے گئے اور امت کی کشتی کو ہمیشہ منجدھار سے نکال کر ساحل مراد تک پہنچاتے رہے اور ان میں نیا جوش وجذبہ نئی حرارت وقوت کی چنگاری کو ہوا دیتے رہے زبان رسالت وختم نبوت گہربار ہوئی۔ فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر سو سال کے سرے پر ایک ایسے شخص کو بھیجا

رہے گا جو دین کی تجدید کا کارنامہ انجام دے۔" (ابوداؤد)

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: "ان مؤمنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے' پھر بعضے تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعضے ان میں مشتاق ہیں اور انہوں نے ذرا تغیر و تبدیل نہیں کیا۔"

(الاحزاب:۲۳)

دہم: "اجماع امت" یا "اتفاق جمہور علماء" و دین کے مقاصد و مصالح کی تکمیل کے لئے ایسا عظیم مرجع الصدر ہے جس سے ہر طرح کا جائز خلا پُر ہو سکتا ہے اور اسے تشریع و قانون سازی کے مقصد و ضرورت کے میدان میں قطعیت کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے...... لیکن یہ ان علماء کی ذمہ داری ہے جنہیں علم و عرفان سے حصہ وافر ملا ہو' جو حق و ہدایت کے رہبر ہوں' جو حکمت شناس مصلحت بین' حقیقت پسند اور قیاس و استخراج و استنباط کے اصولوں پر حاوی ہوں' جو خوف و خشیت و للّٰہیت کی نعمت سے بہرہ مند ہوں' جو اصحاب حل و عقد و اولی الامر کی فہرست میں آتے ہوں' اور جن کے ایک ایک فرد کے بارے میں گمان تک نہ ہو کہ وہ جھوٹ' سازش' غلط بیانی پہ اتفاق کر لیں گے یہ "اجماع امت" اسلام اور مسلمانوں کی ضرورت و مصالح پر مبنی ہو گا' اور منجملہ شریعت اسلامیہ کے مآخذ میں سمجھا جائے گا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میری امت کذب بیانی پر متفق نہیں ہو سکتی۔"

"میری امت ضلالت و گمراہی پر اتفاق نہیں کر سکتی۔"

* *

بقیہ: یادگار فتویٰ

کیا ہے۔)

مجلس المجمع الفقہی نے ان تمام مستندات اور قابل اعتماد لٹریچر کو پڑھنے اور اس میں غور کرنے کے بعد' جن میں اس جماعت کے عقائد' اصول اور خطرناک اغراض و مقاصد جو صحیح اسلامی عقیدہ کو ختم کرنے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے ہیں' مجلس نے بالاتفاق یہ قرارداد منظور کی ہے:

"قادیانی عقیدہ دین اور جسے احمدی عقیدہ دین بھی کہا جاتا ہے کلی طور پر اسلام سے خارج ہے' اور اس کے ماننے والے کافر ہیں' اور اسلام سے مرتد ہیں اور ان کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا محض دوسروں کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے کے لئے ہے۔" (مجلس مجمع الفقہی سعودی عرب کا یادگار فتویٰ)

نیز مجلس المجمع الفقہی یہ بھی اعلان کرتے ہے کہ مسلمانوں حکومتوں' علماء کرام' مصنفین مفکرین اور اصحاب دعوت وغیرہ سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اس گمراہ فرقے اور اس کے ماننے والوں کے خلاف جہاں بھی وہ دنیا میں پائے جائیں جہاد کریں۔

وباللہ التوفیق

دستخط کنندگان

محمد علی الحرکان (نائب صدر) جنرل سیکریٹری رابطہ عالم اسلامی عبداللہ بن حمید صدر مجلس القضاء الاعلیٰ سعودیہ عربیہ

ممبران حضرات: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز' صدر ادارات البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد' صالح بن عثیمین' محمد رشید قبانی محمد رشیدی' محمد محمود الصواف' محمد بن عبداللہ السبیل مصطفیٰ الزرقاء' عبدالقدوس ہاشمی الندوی' ابوبکر جومی۔

بقیہ: قربانی کی حقیقت

قربانی کا حکم دیا جو ان کے عقیدہ توحید میں تازگی پیدا کرتی رہتی ہے اور اسے یاد دلاتی رہتی ہے کہ حیوانات اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح کرنے اور ان کی بارگاہ میں قرب کا ذریعہ بنانے کے لئے ہیں نہ کہ عبادت کے لئے اور حیوان پرست مشرکین کو بھی اس طریقہ سے عملی تبلیغ ہوتی رہتی ہے کہ جانوروں کو معبود بنانا بالکل خلاف عقل و دانش ہے انہیں تو قربان کر کے معبود حقیقی کے قرب اور اس کی عبادت میں معاون و مددگار بنانا چاہئے گویا قربانی ایک طرف مشرکانہ فضا کے زہر سے محفوظ رکھتی ہے اور دوسری طرف وہ مشرکوں پر ایک عملی حجت شرعی ہے یہ محض خیالی نکتہ نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت ہے جس کا مشاہدہ ہو سکتا ہے ذرا ان مسلمانوں کی طرف نظر کیجئے جو دین سے بے خبر ہیں' اس کے ساتھ صدیوں سے مشرکانہ ماحول میں رہتے ہیں ہندو پاکستان کے دیہات میں ان کی تعداد بہت ہے یہ لوگ صدیوں سے جو اس مشرکانہ ماحول کا مقابلہ کر رہے ہیں اور حیوان پرستی میں مبتلا نہیں ہوئے اس کا سبب معلوم کرنے کی آپ کوشش کریں گے تو اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ملت اسلامیہ میں قربانی کا رواج ہی وہ بند ہے جس نے انہیں اب تک حیوان پرستی کے مہلک سیلاب سے بچایا ہے۔ وہ خود قربانی نہیں کر سکتے لیکن انہیں اس کا علم ہے کہ ان کی ملت میں قربانی ہوتی ہے اور اسلام اس کا حکم دیتا ہے' اس کا علم ہی انہیں حیوان پرستی کی ذلت سے بچا رہا ہے غور سے دیکھئے تو آپ کو نظر آئے گا کہ حیوان پرستوں کے ایک گروہ میں بھی اپنے معبود حیوانات کا جذبہ تقدس کم ہو گیا ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اہل ایمان کے عمل قربانی سے جو نور توحید پھیلتا ہے اس نے ان کی ظلمت شرک کو معدوم نہیں تو کم ضرور کر دیا ہے۔

Adarts-HMD/CAR-13/95

مولانا محمد اسحٰق صدیقی

قربانی کی حقیقت

پورے سال میں دو دن ایسے ہیں جن میں ہماری مقدس شریعت نے امت مسلمہ کو اجتماعی طور پر اظہار مسرت کی اجازت نہیں بلکہ حکم دیا ہے۔ آپ کا جی چاہے تو ان دونوں مواقع کے لئے چلتا ہوا لفظ ''تہوار'' استعمال کر لیجئے لیکن سچ پوچھئے تو یہ لفظ ہماری عید کے شایان شان نہیں ہے دوسری ملتوں میں تہوار کے نام سے جو کچھ ہوتا ہے اُسے اسلامی عید کی پاکیزگی لطافت ونفاست کے ساتھ کیسی نسبت ہے؟ اس پہلو پر نظر کیجئے تو یہ لفظ عید کے لئے ''گالی نما'' ضرور معلوم ہوتا ہے۔

ہماری دونوں عیدوں میں اظہار مسرت تو ضرور ہوتا ہے مگر بہت لطیف قسم کا جسے مادیت کی کثافت میں ملوث نفوس سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں عیدالفطر کے موقع پر بارگاہ الٰہی میں اس قرب پر اظہار مسرت کیا جاتا ہے جو خواہشوں اور لذتوں کی قربانی کرنے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ صوم رمضان خواہشوں اور لذتوں کی قربانی کا نام ہے' اس میں اظہار مسرت کا طریقہ حسب استطاعت اچھے لباس میں نماز پڑھنا ہے' عید قربان میں اس پر مزید اضافہ صاحبان نصاب کے لئے ''قربانی'' کا بھی ہے۔

قربانی عیدالاضحٰی کو عیدالفطر سے ممتاز کرتی ہے اس کے متعلق اتنا تو سب کو معلوم ہے کہ ''سنت ابراہیمی'' ہے لیکن اس پہلو پر بہت کم لوگوں کی نظر جاتی ہے کہ یہ ایک مخصوص طرز کی عبادت ہے اور عبادت الٰہی کا یہ طریقہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہی چلا آرہا ہے' قرآن مبین میں ہابیل وقابیل کا واقعہ بیان فرمایا گیا اور ان دونوں کے درمیان فساد کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے:

''جبکہ دونوں نے قربانی کی تو ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہیں قبول ہوئی۔''

یہ دونوں حضرت آدمؑ کے بلاواسطہ فرزند تھے اور واقعہ بھی ان کی حیات میں پیش آیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریق عبادت نوع انسانی کے وجود کے ساتھ ہی وجود میں آ گیا تھا۔ لفظ ''قربا'' جو اردو میں قربانی بن گیا لغت میں قریب ہونے کے معنی میں ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندہ اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرتا ہے اور اپنی انتہائی پستی و ذلت کے اظہار کے ساتھ جس کام سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا مقصود ہو وہ عبادت ہے' بندہ ایک جان کو جو اس کے مال ہی میں شامل ہوتی ہے اپنے رب کی خوشنودی کے لئے قربان کرکے حق تعالیٰ کے سامنے اپنی انتہائی پستی اور اپنے تذلل کا اظہار کرتا ہے' جس کے معنی یہ ہیں کہ قربانی عبادت ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طریق عبادت میں امتیازی خصوصیت کیا ہے اور اس کی حکمت اور اس کا راز کیا ہے؟

قربانی کے اس پہلو پر غور سے بے بہا نکتے ہاتھ لگتے ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

(۱) صلوٰۃ کی خصوصیت اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی یاد ہے یہ محبت و طاعت کا مجموعی مظاہرہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔''

صوم کی خصوصیت مجاہدہ و تقویٰ ہے' بندہ اپنی خواہشوں کو رضائے الٰہی کے لئے پامال کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی ہو جاؤ'' (سورۂ بقرہ)

اسی طرح زکوٰۃ جذبہ حب مال کی پامالی و تعدیل کا ذریعہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

قربانی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے جذبہ حب مال کے ساتھ جذبہ حب نفس و حب حیات کی تعدیل و اصلاح بھی ہوتی ہے قربانی کا جانور قربانی کرنے والے کا مال ہے وہ جب ذبح ہوتا ہے تو اس کے مال کا نقصان ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی

خوشنودی کے لئے ہوتا ہے' اس لئے زکوٰۃ کی طرح اس سے بھی جب مال میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ وہ ایک زندہ حیوان ہے جس کی جان محض رضائے الٰہی کے لئے لی جاتی ہے اس سے نفس پر اثر یہ ہوتا ہے کہ جب رضائے الٰہی کے لئے ایک حیوان کی جان لے لینا بارگاہ الٰہی میں قرب اور آخرت کا سبب بنتا ہے تو خود اپنی جان اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے حکم الٰہی پر قربان کر دینا کس قدر قرب وثواب اور ترقی و درجات کا سبب ہوگا؟ یہ اثر حب نفس یعنی اپنی جان کی محبت کو کم اور اسے اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے جذبہ کو ترقی دیتا ہے۔

(۲) امثال و نظائر سے متاثر ہونا انسان کا فطری خاصہ ہے خصوصیت کے ساتھ جب اس کے ساتھ کوئی خاص ربط و تعلق بھی ہو۔ انسان' انسان کے حالات سے تو متاثر ہوتا ہی ہے حیوانات کے احوال کا بھی اس پر اثر ہوتا ہے اپنے کسی دوست کو ناخوش دیکھ کر آپ کے قلب پر بھی پژمردگی طاری ہونے لگتی ہے حیوان کی اذیت وتکلیف سے بھی انسان متاثر ہوتا ہے اور اس کے اظہار مسرت سے مسرور' یہ روزمرہ کے تجربات ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ نفس انسانی میں احوال کو اخذ کرنے اور ان سے متاثر ہونے کا قوی رجحان پایا جاتا ہے۔ قربانی کے معاملہ کو اس نفسیاتی اصول کی روشنی میں دیکھئے ایک حیوان اللہ تعالیٰ کا نام لے کر محض ان کی رضا وخوشنودی کے لئے ذبح کیا جاتا ہے اس کی سب قوتیں جو سراسر حیوانی ہوتی ہیں' ختم کر دی جاتی ہیں اس سے انسان کے حیوانی قویٰ اور اس کی بہیمی خواہشیں یقیناً متاثر ہوتی ہیں اور جس طرح ایک حیوان کو تکلیف میں مبتلا دیکھ کر آپ کا نفس تکلیف کا احساس کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قوائے حیوانیہ کے اس فنا وزوال کو دیکھ کر یا اس کی اطلاع پا کر آپ کی حیوانی قوتوں میں بھی اضمحلال اور رضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا میلان پیدا ہوتا ہے بالالفاظ دیگر ان کی اصلاح ہوتی ہے اور یہ اطاعت الٰہی کی طرف مائل ہوتی ہیں۔

(۳) مومن کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنا' لیکن کیا اس مقصد عظیم کے چہرے کو موت ایک اضطراری حادثہ کے ہم معنی ہے جس کا کوئی مقصد اور کوئی متعین رخ نہیں ہوتا؟ قربانی نفسیاتی طور پر تعلیم دیتی ہے کہ زندگی کی طرح مومن کی موت بھی بے مقصد یا غلط مقصد کے لئے نہ واقع ہونا چاہئے' بلکہ اس کا مقصد رضائے الٰہی اور قرب بارگاہ خداوندی ہونا لازم ہے۔

اگر موت اختیار سے باہر ہے تو زندگی بھی اختیاری نہیں ہے اگر اس کا مقصد اور رخ ایمان کی روشنی میں متعین کیا جا سکتا ہے تو موت کا مرحلہ بھی اسی نور کی امداد سے طے کرنا چاہئے' مسلم کے لئے موت ایک اضطراری حادثہ نہیں ہے بلکہ با مقصد جان سپاری ہے اس کی جان نکالی نہیں جاتی ہے بلکہ شوق لقاء الٰہی سے بیتاب ہو کر نکل جاتی ہے' حق تعالیٰ کے اس ارشاد پر غور کیجئے:

"قسم ہے ان فرشتوں کی جو (کافروں) کی جان) کھینچ کر نکالتے ہیں اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو (اہل ایمان کی جان) کی گرہ کھول دیتے ہیں۔" (نازعات)

گرہ کھلتے ہی مسلمان کی جان نشاط و انبساط کے ساتھ خوش وخرم اپنے مقصد عظیم کی طرف روانہ ہو جاتی ہے۔

قربانی کے ساتھ اس مضمون کے ارتباط کی وضاحت کے لئے اس حدیث پر نظر کیجئے:

"اپنی قربانی کے جانوروں کو (کھلا پلا کر) خوب موٹا کرو کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواری بنیں گے۔" (مشکوٰۃ)

ایک حیوان جس کی جان انسان نے لے لی ہے مگر یہ جان اللہ تعالیٰ کا نام لے کر محض ان کی رضا کے لئے لی گئی ہے اس مرتبہ پر پہنچتا ہے کہ پل صراط پر بے تکلف چلے اور اپنے اوپر انسان کو سوار کر کے دوڑے تو جو مومن محض اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے اپنی جان دے اس کا مرتبہ کتنا بلند ہوگا اور وہ کس قدر ترقی کرے گا؟ قربانی اس کی تعلیم دیتی ہے اور نفسیاتی طور پر مومن کی موت کا رخ اور مقصد متعین کرتی ہے۔

"بیشک میری نماز' میری قربانی میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔" (سورۂ انعام)

چاروں باتوں کے بیان میں مخصوص ترتیب سے یہ نکتہ سمجھ میں آتا ہے کہ نماز کو زندگی کا مقصد اور رخ متعین کرنے میں زیادہ دخل ہے اور قربانی کو موت کا رخ اور مقصد مقرر کرنے میں' قربانیوں کے متعلق حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کا گوشت یا خون نہیں پہنچتا ہے بلکہ تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔" (سورۂ حج)

تقویٰ کے معنی ہیں کسی چیز سے بچنا اور محفوظ رہنا' یہ بہت وسیع لفظ ہے جس کے محامل بکثرت اور جس کے اقسام کثیر ہیں۔ مثلاً مال حرام سے "تقویٰ" ظلم وجور سے تقویٰ جنسی گمراہیوں سے کذب اور افتراء سے تقویٰ وغیرہ سوال یہ ہے کہ تقویٰ اس سے پہلے

موجود ہونا چاہئے یا اس سے حاصل ہوتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ اس عبادت کے ساتھ تقویٰ کے متعدد اقسام خاص مناسبت رکھتے ہیں جن میں سے بعض کا وجود پہلے سے ضروری ہے اور وہ قبول قربانی کے لئے شرط ہیں اور بعض خود قربانی کا اثر ہیں اور اس عمل خیر سے حاصل ہوتے ہیں جس طرح روزہ رکھنے سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے قربانی سے پہلے ریا وسمعۃ (دکھاوے اور شہرت) سے تقویٰ لازم ہے یعنی دوسری عبادتوں کی طرح یہ عبادت بھی محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کی جائے دکھاوا شہرت اور ناموری کی خواہش کا شائبہ بھی دل میں موجود نہ ہو بلکہ نیت خالص ہو۔

تقویٰ کی دوسری قسم جسے مقدم ہونا چاہئے وہ بخل وتنگ دلی سے تقویٰ ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ قربانی خوش دلی کے ساتھ کی جائے اور بقدر استطاعت اچھے سے اچھا جانور اس کے لئے منتخب کیا جائے جب نفس اور حیوانی قوتوں کے ساتھ ارتباط کی جو تعدیل قربانی سے ہوتی ہے یہ تقویٰ کی تیسری قسم ہے جو قربانی کے بعد اس کے نتیجہ کے طور پر حاصل ہوتی ہے اپنی بہیمی قوتوں کے ساتھ جو تعلق انسان کو ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ان کی پرورش میں منہمک رہتا ہے اور ان کے تقاضوں کو پورا کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے حیوان کو ذبح اور اس کی بہیمی قوتوں کو زائل اور فنا کر کے جو خود اپنی حیوانی قوتوں کے مشابہ بلکہ مماثل ہوتی ہیں وہ اپنے حیوانی تقاضوں پر ایک کاری ضرب لگاتا ہے اور نفس یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ بارگاہ الٰہی میں قرب حاصل کرنے کا طریقہ نفس کو پامال کرنا اور رضائے الٰہی کے لئے جان سپاری کرنا ہے۔

(۴) زکوٰۃ اور صدقہ کی طرح قربانی میں "انفاق مال" بھی ہے جس حیوان کو ذبح کیا جاتا ہے وہ قربانی کرنے والے کا مال ہوتا ہے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مالی نقصان اٹھا کر وہ اسی طرح اجر وثواب حاصل کرتا ہے جس طرح صدقہ دے کر لیکن اس میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ جو زکوٰۃ میں نہیں پائی جاتی ہے یعنی زکوٰۃ ادا کرنے سے تو انسان کو یہ خوشی اور مسرت حاصل ہوتی ہے کہ میرا مال کسی دوسرے کے کام آ گیا مگر قربانی کر کے اس خوشی کا حاصل ہونا بھی لازم نہیں ہے اگر حیوان کو ذبح کر کے یوں ہی چھوڑ دیا جائے نہ خود کھائے نہ کسی کو کھلائے تو بھی واجب ادا ہو جاتا ہے اور بندہ مستحق اجر وثواب ہو جاتا ہے گویا اس میں کسی نفع عاجل کا ہونا لازم نہیں ہے اور بندہ اس مسرت کا بھی طلب گار نہیں ہوتا ہے جو طبعی طور پر کسی کو نفع پہنچا کر حاصل ہوتی ہے اگرچہ اس کے حاصل ہونے سے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی لیکن اگر اس کی بھی طلب نہ ہو تو یہ اخلاص کی علامت اور اجر وثواب میں اضافہ کا سبب ہے اس میں شبہ نہیں کہ زکوٰۃ قربانی سے افضل ہے اور اس کا اجر وثواب زائد ہے اسے فضیلت کلی حاصل ہے مگر اپنی اس خصوصیت کی وجہ سے قربانی اس پر جزئی فضیلت رکھتی ہے۔

(۵) کسی حیوان کو اللہ تعالیٰ کا نام لئے بغیر ذبح کیا جاتا ہے تو اس کا کھانا حرام ہے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے مگر قربانی کی نیت نہ ہو تو حلال ہے مگر ثواب نہیں ہے۔

مگر جب اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے قربانی کے جانور کو ذبح کیا جائے تو اس پر اجر وثواب بھی ملتا ہے اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب کا ذریعہ بھی بنتا ہے خواہ اس کا گوشت سب کا سب خود ہی کھا لیا جائے اگر کچھ صدقہ بھی کیا جائے تو اس کا ثواب مزید ہوگا۔ لیکن قربانی کے قبول ہونے کے لئے صدقہ شرط نہیں ہے اس سے صرف قربانی ہی کرنے والے نہیں بلکہ اسے دیکھنے اور اس کی خبر سننے والوں کا ذہن بھی ذرا سے غور وفکر کے بعد اس نکتہ تک پہنچ سکتا ہے کہ نفس کی جائز خواہشوں کو پورا کرنا علی الاطلاق ممنوع نہیں ہے نہ یہ دیتا ہے بلکہ اگر انہیں اس طرح پورا کیا جائے کہ دنیا کی نعمتوں میں تصرف کا اصل مقصد تو رضا اور قرب الٰہی کا حاصل کرنا ہو اور نفس کی تسکین اس مقصد کے تابع اور ضمنی طور پر ہو جائے تو بھی نفس پروری قرب الٰہی کا ذریعہ اور حجاب ہونے کے بجائے آئینہ معرفت بن جاتی ہے۔

(۶) کیمیا دان اطباء بعض زہریلی چیزوں کو بعض مخصوص طریقوں سے جلا کر کشتہ تیار کرتے ہیں جو مہلک ہونے کے بجائے مفید ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی حیوان محض اللہ تعالیٰ کے لئے ذبح کیا جاتا ہے تو اس کے گوشت میں تقویت روحانیت کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت نے قربانی کا گوشت کھانے کو مستحب قرار دیا ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ بقر عید کے دن اپنی قربانی ہی کا گوشت کھائے اس سے پہلے کوئی چیز نہ کھائے۔

اس سے سبق یہ ملتا ہے کہ ہمارے قوائے حیوانیہ اگر انعام الٰہی کے تابع ہو جائیں تو ہماری ترقی روحانی کے لئے سنگ راہ بننے کے بجائے اس کے معاون و مددگار بن جائیں گے۔

یہ نکتہ صرف قربانی کرنے والوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ غیر مستطیع سمجھدار بھی اس کی نوعیت سے واقف ہو کر اس حکمت سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔

(۷) قربانی شرک سے حفاظت کا بہت بڑا ذریعہ ہے مشرک قوموں میں حیوان پرستی عرصہ دراز سے مروج ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو حیوانات کی

باقی صفحہ ۱۹ پر

آخری قسط

حج و عمرہ

تحریر: ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی

۲۴/ذیقعدہ ۱۰ھ کو جمعہ تھا اس دن آپ ؐ نے خطبہ میں حج اور سفر حج کے متعلق خصوصیت سے ہدایتیں دیں اور اگلے دن ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ بروز شنبہ بعد نماز ظہر مدینہ طیبہ سے ایک عظیم الشان قافلہ کے ساتھ روانگی ہوئی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ جاکر پڑھی جہاں آپ کو پہلی منزل کرنا تھی اور یہیں سے احرام باندھنا تھا۔ رات بھی وہیں گزاری اور اگلے دن یعنی یکشنبہ کو ظہر کی نماز کے بعد آپ ؐ نے اور آپ کے صحابہؓ نے احرام باندھا (نماز سے فارغ ہوکر آپ نے غسل فرمایا۔ سر میں تیل ڈالا‘ لباس بدلا اور چادر اوڑھی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ؐ نے مسجد ذوالحلیفہ میں احرام کی دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد مصلا پہلا تلبیہ پڑھا اس کے بعد آپ ؐ ناقہ پر سوار ہوئے اس وقت آپ نے پھر تلبیہ پڑھا اس کے بعد جب آپ ؐ مقام بیداء پر پہنچے تو آپ ؐ نے بلند آواز سے تلبیہ پڑھا۔

اس کے بعد آپ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوگئے نویں دن ۴ ذی الحجہ کو آپ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اس سفر میں آپ ؐ کے ساتھ حج کرنے والوں کی تعداد مختلف روایتوں میں چالیس ہزار سے لے کر ایک لاکھ تیس ہزار تک بیان کی گئی ہے۔

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ باب بنی عبد مناف سے جو اب بنی شیبہ کے نام سے معروف ہے داخل ہوئے طبرانی کا بیان ہے کہ جب آپ کی نظر مبارک کعبہ شریف پر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! اپنے گھر کو عزت‘ رحمت و عظمت اور بزرگی اور زیادہ بڑھا دے۔“

جب آپ مسجد میں آئے تو کعبہ شریف کی طرف بڑھے حجر اسود کی طرف رخ کیا‘ داہنی طرف سے طواف شروع کیا‘ کعبہ آپ ﷺ کے بائیں جانب تھا۔

آپ ﷺ کا طواف فرمانا:

بیت اللہ پہنچ کر آپ ؐ نے سب سے پہلے حجر اسود کا استلام فرمایا‘ پھر آپ ؐ نے طواف شروع کیا‘ جس میں تین چکروں میں آپ نے رمل کیا (یعنی وہ خاص چال چلے جس میں قوت و شجاعت کا اظہار ہوتا ہے) اور باقی چار چکروں میں اپنی عادت کے مطابق چلے۔

طواف کرنے کی حالت میں آپ چادر یوں اوڑھے تھے کہ اس کا ایک سرا بغل کے نیچے سے نکال کر شانے پر ڈال لیا تھا‘ جب حجر اسود کے سامنے آتے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اس سے اس کو چھوتے‘ پھر لکڑی کو چوم کر آگے بڑھ جاتے اس چھڑی کا سرا مڑا ہوا تھا۔

طبرانی نے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آپ ؐ جب رکن یمانی کو چھوتے تھے تو فرماتے اللہ اکبر پھر (طواف کے سات چکر پورے کرکے) آپ ؐ مقام ابراہیم کی طرف بڑھے۔ پھر اس طرح کھڑے ہوکر کہ مقام ابراہیم آپ ؐ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا آپ ؐ نے (دو رکعت) نماز پڑھی (یعنی دوگانہ طواف ادا کیا) حدیث کے راوی امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ذکر کرتے تھے کہ ان دو رکعتوں میں آپ ؐ نے قل یا ایہا الکفرون اور قل ھو اللہ احد کی قرأت کی۔

آپ ﷺ کی سعی:

اس کے بعد آپ ﷺ پھر حجر اسود کی طرف واپس آئے اور پھر اس کا استلام کیا (یہ استلام سعی کے لئے تھا جس طرح بیت اللہ کا طواف حجر اسود کے استلام سے شروع کیا جاتا ہے‘ اسی طرح سعی سے پہلے بھی استلام مسنون ہے) پھر ایک دروازے سے (سعی کے لئے) صفا پہاڑی کی طرف چلے گئے اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر آپ ؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

”بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں جن کے درمیان سعی کا حکم ہے۔“

اس کے بعد آپ ؐ نے فرمایا:

میں اس صفا سے سعی شروع کرتا ہوں‘ جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلے ذکر کیا ہے۔

چنانچہ آپ ؐ پہلے صفا پر آئے اور اس حد تک اس کی بلندی پر چڑھے کہ بیت اللہ آپ کی نظر کے سامنے آگیا اس وقت آپ قبلہ کی طرف رخ کرکے کھڑے ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تحمید میں مصروف ہوگئے۔

آپ ﷺ نے کہا:

ترجمہ: ”اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پرستش کے لائق نہیں‘ وہی تنہا معبود و مالک ہے‘ کوئی اس کا شریک ساجھی نہیں‘ ساری کائنات پر اسی کی فرماں روائی ہے اور حمد و ستائش اسی کا حق ہے‘ وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی تنہا معبود

وما لک ہے اس نے (مکہ پر اور سارے عرب پر اقتدار بخشنے اور اپنے دین کو سربلند کرنے کا) اپنا وعدہ پورا فرمادیا۔اپنے بندے کی اس نے بھرپور مدد فرمائی اور کفر وشرک کے لشکروں کو تنہا اسی نے شکست دی۔‘‘

آپ ؐ نے تین دفعہ یہ کلمات فرمائے اوران کے درمیان دعا کی۔اس کے بعد آپ ؐ اتر کے مروہ کی جانب چلے پھر آپ جب نشیب سے اوپر آ گئے تو اپنی عام رفتار کے مطابق چلے یہاں تک کہ مروہ پہاڑی پر آ گئے اور یہاں آپ ؐ نے بالکل وہی کیا جو صفا پر کیا تھا (یعنی وہی سب کلمات ادا فرمائے) یہاں تک کہ آپ آخری (ساتواں) پھیرا پورا کرکے مروہ پر پہنچے۔

منیٰ میں قیام:

پھر جب یوم الترویہ (یعنی ۸/ذی الحجہ کا دن) ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ پر سوار ہو کر چلے پھر منیٰ پہنچ کر آپ ؐ نے (اور صحابہ کرام ؓ نے مسجد خیف میں) ظہر اور عصر ' مغرب ' عشاء اور فجر پانچوں نماز کے بعد تھوڑی دیر آپ ﷺ منیٰ میں اور ٹھہرے یہاں تک کہ سورج نکل آیا تو آپ ﷺ عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔

عرفات میں آپ ؐ کا خطبہ اور وقوف

۹/ذی الحجہ کو جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ ؐ نے ناقہ قصواء پر کجاوا کسنے کا حکم دیا چنانچہ اس پر کجاوا کس دیا گیا۔آپ ؐ اس پر سوار ہو کر وادی عرفہ کے درمیان آئے اور آپ نے اونٹنی کی پشت ہی پر سے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں فرمایا:

’’لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں (یعنی ناحق کسی کا خون کرنا اور ناجائز طریقے پر کسی کا مال لینا تمہارے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے) بالکل اسی طرح کہ جس طرح آج یوم العرفہ کے دن ذی الحجہ کے اس مبارک مہینے میں اپنے اس مقدس شہر مکہ میں (تم ناحق کسی کا خون کرنا اور کسی کا مال لینا حرام جانتے ہو) خوب ذہن نشین کرلو کہ جاہلیت کی ساری چیزیں (یعنی اسلام کی روشنی کے دور سے پہلے تاریکی اور گمراہی کے زمانہ کی ساری باتیں اور سارے قصے ختم ہیں) یہ سب میرے دونوں قدموں کے نیچے دفن اور پامال ہیں (میں ان کے خاتمہ اور منسوخی کا اعلان کرتا ہوں) اور زمانہ جاہلیت کے کسی خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا اور سب سے پہلے میں اپنے گھرانے کے ایک خون ربیعہ ابن الحارث بن عبدالمطلب کے خون کے ختم اور معاف کئے جانے کا اعلان کرتا ہوں جو قبیلہ بنی سعد کے ایک گھر میں دودھ پینے کے لئے رہتے تھے ان کو قبیلہ ہذیل کے آدمیوں نے قتل کردیا تھا۔(ہذیل سے ان کے خون کا بدلہ لینا ابھی باقی تھا لیکن اب میں اپنے خاندان کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ اب یہ قصہ ختم ہے بدلہ نہیں لیا جائے گا) اور زمانہ جاہلیت کے تمام سودی مطالبات : (جو کسی کے ذمہ باقی ہیں وہ سب بھی) ختم اور سوخت ہیں (اب کوئی مسلمان کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کرے گا) اور اس باب میں سب سے پہلے اپنے خاندان کے سودی مطالبات میں سے اپنے چچا عباس ؓ بن عبدالمطلب کے سودی مطالبات کے ختم اور سوخت ہونے کا اعلان کرتا ہوں ' اب وہ کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کریں گے ' ان کے سارے سودی مطالبات آج ختم کردیئے گئے۔

اور اے لوگو! عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں خدا سے ڈرو اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے حکم اور اس کے قانون سے ان کے ساتھ تمتع تمہارے لئے حلال ہوا ہے اور تمہارا خاص حق ان پر یہ ہے کہ جس آدمی کا گھر میں آنا اور تمہاری جگہ اور تمہارے بستر پر بیٹھنا تم کو پسند نہ ہو وہ اس کو اس کا موقع نہ دیں لیکن اگر وہ یہ غلطی کریں تو تم (تنبیہ اور آئندہ سدباب کے لئے اگر کچھ سزا دینا مناسب سمجھو) ان کو کوئی خفیف سی سزا دے سکتے ہو اور ان کا خاص حق تم پر یہ ہے کہ اپنے مقدور اور حیثیت کے مطابق ان کے کھانے 'پہننے کا بندوبست کرو اور میں تمہارے لئے وہ سامان ہدایت چھوڑ رہا ہوں کہ تم اس سے وابستہ رہے اور اس کی پیروی کرتے رہے تو پھر کبھی تم گمراہ نہ ہوگے وہ ہے ’’کتاب اللہ‘‘ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا (کہ میں نے تم کو اللہ کی ہدایت اور اس کے احکام پہنچائے ہیں یا نہیں؟) تو بتاؤ وہاں تم کیا کہو گے اور کیا جواب دو گے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اور قیامت کے دن بھی گواہی دیں گے کہ آپ ؐ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اس کے احکام ہم کو پہنچادیئے اور رہنمائی اور تبلیغ کا حق ادا کردیا اور نصیحت اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔اس پر آپ ؐ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے اور لوگوں کے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: ’’اللھم اشھد' اللھم اشھد' اللھم اشھد‘‘ یعنی اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں نے تیرا پیام اور تیرے احکام تیرے بندوں تک پہنچادیئے اور تیرے یہ بندے اقرار کررہے ہیں۔ (صحیح مسلم معارف الحدیث)

اس کے بعد (آپ ؐ کے حکم سے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی پھر اقامت کہی اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی اس کے بعد پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔

عرفات میں آپ ؐ کا وقوف:

(جب ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ بلا فصل پڑھ

چلےتو) اپنی ناقہ پر سوار ہو کر آپؐ میدان عرفات میں خاص وقوف کی جگہ پر تشریف لائے اور اپنی ناقہ قصویٰ کا رخ آپؐ نے اس طرف کر دیا جدھر پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں ہیں اور پیدل مجمع کو آپؐ نے اپنے سامنے کر لیا اور آپ قبلہ رو ہو گئے اور وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ غروب آفتاب کا وقت آ گیا اور (شام کے آخری وقت میں فضاء میں جو زردی ہوتی ہے وہ) زردی بھی ختم ہو گئی اور آفتاب بالکل ڈوب گیا تو آپؐ (عرفات سے مزدلفہ کے لئے) روانہ ہو گئے۔

مزدلفہ میں قیام اور وقوف:

یہاں پہنچ کر آپؐ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں اور ان دونوں نمازوں کے درمیان آپؐ نے سنت یا نفل کی رکعتیں بالکل نہیں پڑھیں اس کے بعد آپ لیٹ گئے اور لیٹے رہے یہاں تک کہ صبح صادق کے ظاہر ہوتے ہی اذان اور اقامت کے ساتھ نماز فجر ادا کی اس کے بعد آپ مشعر حرام کے پاس آئے۔ یہاں آ کر آپ قبلہ رو کھڑے ہوئے اور دعا اور اللہ کی تکبیر و تہلیل اور توحید و تمجید میں مشغول رہے یہاں تک کہ خوب اجالا ہو گیا اس راستہ میں آپؐ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کے لئے سات عدد جمار کے لئے کنکر چنیں انہوں نے پتھر کے ڈھیر سے سات کنکریاں چن لیں۔ چنانچہ آپؐ انہیں اپنے ہاتھ میں اچھالنے لگے اور فرمانے لگے اس طرح رمی کرو۔

آپ ﷺ کا رمی فرمانا:

پھر طلوع آفتاب سے ذرا پہلے آپ منٰی کے لئے روانہ ہو گئے اور جمرہ عقبیٰ پر پہنچے۔ (زاد المعاد)
آپؐ سواری پر تھے وادی کے نچلی جانب ٹھہرے اور سات سنگریزے اس پر پھینک کر مارے جن میں سے ہر ایک کے ساتھ آپ تکبیر کہتے تھے۔

خطبہ منٰی:

پھر رمی سے فارغ ہو کر آپ منٰی واپس ہوئے اور ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں لوگوں کو قربانی کے دن کی حرمت و عظمت اور اللہ کے نزدیک اس کی فضیلت سے آگاہ کیا اور تمام ممالک پر مکہ مکرمہ کی فضیلت بیان فرمائی اور کتاب اللہ کے مطابق حکمرانی کرنے والوں کی سمع و اطاعت کا حکم دیا پھر ارشاد فرمایا کہ لوگ آپ سے مناسک حج سیکھ لیں اور فرمایا کہ شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں اور لوگوں کو حکم دیا کہ آپ میرے بعد مبتلائے کفر نہ ہو جائیں اور ایک دوسرے کی گردنیں نہ ماریں پھر اپنی طرف سے تبلیغ کا حکم دیا اور فرمایا کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو مسئلہ پہنچایا جاتا ہے وہ سننے والے سے زیادہ محفوظ (فہم و فراست کے مالک) ہوتے ہیں۔

آپ ﷺ کا قربانی فرمانا:

پھر آپ ﷺ قربانی کے لئے تشریف لے گئے قربان گاہ میں آپؐ نے تریسٹھ اونٹوں کی قربانی اپنے ہاتھ سے کی پھر جو باقی رہے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے فرما دیئے ان سب کی قربانی انہوں نے کی اور آپؐ نے ان کو اپنی قربانی میں شریک فرمایا۔

آپ ﷺ کا حلق کرانا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱۰/ ذی الحجہ کی صبح کو مزدلفہ سے) منٰی تشریف لائے تو پہلے جمرۃ العقبیٰ پر پہنچ کر اس کی رمی کی پھر آپ اپنے خیمہ میں تشریف لائے اور قربانی کے جانوروں کی قربانی کی پھر آپؐ نے حجام کو طلب فرمایا اور پہلے اپنے سر مبارک کی داہنی جانب اس کے سامنے کی۔ اس نے اس جانب کے بال مونڈے آپ ﷺ نے ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور وہ بال ان کے حوالے کر دیئے اس کے بعد آپؐ نے اپنے سر کی بائیں جانب حجام کے سامنے کی اور فرمایا کہ اب اس کو بھی مونڈ دو۔ اس نے اس جانب کو بھی مونڈ دیا تو آپؐ نے وہ بال بھی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ہی کے حوالے فرما دیئے اور ارشاد فرمایا: "ان بالوں کو لوگوں کے درمیان تقسیم کرو۔" (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

طواف زیارت و زمزم:

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ پر سوار ہو کر طواف زیارت کے لئے بیت اللہ کی طرف چل دیئے اور ظہر کی نماز آپؐ نے مکہ میں جا کر پڑھی۔ طواف سے فارغ ہو کے (اپنے اہل خاندان) بنی عبد المطلب کے پاس آئے جو زمزم سے پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:
"اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ دوسرے لوگ غالب آ کر تم سے خدمت چھین لیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا۔ ان لوگوں نے آپ ﷺ کو بھر کے ایک ڈول زمزم کا دیا تو آپؐ نے اس میں سے نوش فرمایا۔"

طواف وداع:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (منٰی میں) دو دن واپسی میں جلدی نہیں فرمائی، تیسرے دن تک تاخیر فرمائی اور ایام تشریق کے تین دن پورے کئے یعنی ۱۳ ذی الحجہ اور منگل کو ظہر کی نماز پڑھ کر آپؐ مقام محصب کی طرف روانہ ہو گئے یہ ایک ریگستانی میدان ہے۔ آپ ﷺ نے یہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز ادا فرمائی اور کچھ دیر سو گئے۔ پھر آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور رات کو سحری کے وقت طواف وداع کیا، اس طواف میں آپ ﷺ نے رمل نہیں کیا، پھر آپ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

☆☆.........☆☆

اخبارِ ختمِ نبوت

مخلوط طرز انتخاب پاکستان کی نظریاتی اساس کے خلاف ہے

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے منعقدہ ایک اجلاس میں کہا گیا ہے کہ مخلوط طرز انتخاب کے حکومتی فیصلہ سے صرف اور صرف قادیانیوں کو ہی فائدہ ہوا ہے جو آئین کی دھجیاں اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہلوانے پر مصر ہیں اور غیر مسلم ووٹروں کی فہرست میں اپنا نام تک درج کرانے سے گریز کرتے ہیں۔ اجلاس میں کہا گیا کہ اس حکومتی فیصلہ سے باقی تمام اقلیتوں کو نقصان پہنچا ہے کیونکہ اس طرح ان کی پارلیمنٹ میں نمائندگی ختم ہو کر رہ جائے گی۔ بعض اقلیتی رہنما گو اس وقت اس نامناسب فیصلہ پر خوش ہیں' مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہیں اپنی اس غلط سوچ کا اندازہ ہو جائے گا۔ اجلاس میں زور دیا گیا کہ انتخابی اصلاحات کے عنوان سے جو اقدامات کئے گئے ہیں ان پر نظر ثانی کی جائے اور جداگانہ طریقہ انتخاب کو بحال کرتے ہوئے متناسب نمائندگی کے اصول کو تمام طبقات پر لاگو کیا جائے۔ اجلاس میں کہا گیا کہ مخلوط انتخاب کے اس فیصلہ کے پیچھے غیر ملکی طاقتوں کا دباؤ دکھائی دیتا ہے۔ اجلاس میں کہا گیا کہ امتناع قادیانیت آرڈی ننس سمیت قادیانیوں سے متعلق کسی ترمیم کو چھیڑا گیا تو اس کے سنگین نتائج نکلیں گے۔ اجلاس میں حافظ محمد یوسف عثمانی' حافظ محمد ثاقب' حافظ احسان الواحد' قاری عبدالغفور ارائیں' پروفیسر حافظ محمد انور' حافظ محمد اعظم گوندل ایڈووکیٹ' سید احمد حسین زید' حافظ محمد معاویہ' حافظ محمد الیاس قادری' محمد امان اللہ قادری اور دیگر نے اظہار خیال کیا۔

مولانا محمد علی صدیقی کا دورۂ بدین و میرپور خاص

گولارچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے گزشتہ دنوں ماتلی' ٹنڈو غلام علی' ڈگری' ٹنڈو جان محمد' جھڈو' نوکوٹ' فضل بھمبرو' تالہی' کنری' کوٹ غلام محمد' میرپور خاص' تھر اور چھاول کا تفصیلی دورہ کیا اور ان شہروں میں مسئلہ ختم نبوت' عقیدۂ ظہور مہدی' نزول عیسیٰ علیہ السلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کے موضوع پر مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ اس دورہ کے دوران مولانا محمد علی صدیقی نے مولانا محمد ابراہیم' مولانا حافظ محمد زبیر میمن' مولانا محمود الحق خیری' مولانا مفتی محمد راشد' حافظ محمد شریف' منور علی راجپوت' مولانا عبدالستار' مولانا محمد ایوب' حافظ منیر احمد' مولانا عبدالغفور' مولانا محمد احمد صدیق' مولانا فیض اللہ' مولانا شبیر احمد کرنالوی' حافظ محمد یامین اور دیگر احباب سے بھی ملاقات کی۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن حاجی محمد رفیق اور جناب عبدالمعین قریشی کے بڑے بھائی حاجی عبداللطیف قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ انہیں مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداروں حافظ محمد ثاقب' حافظ احسان الواحد' مولانا فقیر اللہ اختر' حافظ شیخ البشیر الرحمن' قاری محمد یوسف عثمانی' پروفیسر حافظ محمد انور' حافظ محمد اعظم گوندل ایڈووکیٹ' مولانا محمد الیاس قادری' اسید الرحمن زید' محمد امان اللہ قادری اور دیگر احباب نے مرحوم کی رحلت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی۔

مفتی منیر احمد طارق کو صدمہ

میرپور خاص (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص کے رہنما مفتی منیر احمد طارق کی ڈیڑھ سالہ بچی گزشتہ دنوں انتقال کر گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور جملہ احباب مفتی منیر احمد طارق سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں' اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔

عبدالغفار مغل کا اظہار تشکر

کنری (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے کارکن عبدالغفار مغل نے ان تمام احباب کا شکریہ ادا کیا ہے جنہوں نے ان کے خسر حاجی فضل کریم مغلؒ کے انتقال پر ان سے اظہار تعزیت کیا۔

REGD. NO. SS-150

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔ ☆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔

☆ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔ ☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اکاؤنٹ نمبر: UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

اکاؤنٹ نمبر: NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 514122, Fax: 542277

دفتر ختم نبوت پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340